بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۱۱ | بابت ماہ مارچ ۱۹۱۶ء مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ | نمبر ۳

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عہ طلباء سے عہ
غیر ممالک سے عہ

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب مصری پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور چودہری عبدالسلام صاحب مینیجر نے قادیان سے شائع کیا
[illegible] بتاریخ ۹ مارچ ۱۹۱۶ء [illegible]

وی پی واپس کرنیوالے

جن اصحاب نے فروری کے رسالے کے وی پی واپس فرما دئے ہیں وہ مہربانی فرما کر اپنے اپنے ذمہ کا چندہ سالانہ بذریعہ منی آرڈر ادا فرمائیں۔ روپے کی سخت ضرورت ہے۔ جس کاغذ پر پہلے ۱۲ ؍ فی رم قادیان تک منگوانے میں خرچ ہوتا تھا۔ اب اسپر ۱۲ ؍ روپے فی رم خرچ ہوا کریگا۔ گویا دس روپیہ ماہوار خرچ بڑھ گیا۔ اب احباب چندہ بھی نہ دیں۔ اور دو تین سو کے قریب خریداری بھی چھوڑ دیں۔ تو رسالہ کیونکر چل سکتا ہے۔ اگر رسالہ کا جاری رکھنا منظور ہے تو مہربانی فرما کر خوش معاملگی سے کام لیں۔ اور خریداری قائم رکھیں اور کم از کم تین سو نئے خریدار دیں ورنہ مشکل ہے ؛

مندرجہ ذیل کتب منگوالیں

در ثمین اردو	۵ر	ادعیۃ الاحادیث	شر	طبیب روحانی	ار
مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی	ار	ادعیۃ القرآن	۲ر	مجموعہ الہامات حضرت اقدس	
ہدایات درباره معاملات	ار	خطبات نور حصہ اول و دوم	عہ	حصہ اول کشوف ہر حصہ	۸ر
ثنائی ہرزہ درائی	۰۲ر	ثنائی چکر	ار	علمائے خلف	۸ر
ختم نبوت کی حقیقت	۸ر	تذکرۃ المہدی	عہ	اسرار روایات کربلا	ار
حقیقت نماز	۶ر	القار ربانی	۶ر	البلاغ المبین	ار
نعمۃ الکمل حصہ دوم	۰۲ر	غلامی	۳ر	عصمت الانبیاء	۷ر
،، ،، ،، سوم	ار	عمدۃ الاحکام	عہ ۸ر		

حیدر آبادی ترجمہ قرآن مجید اور تفسیری نوٹ

مولانا میر محمد سعید صاحب میر مجلس انجمن احمدیہ نے مکمل ترجمۃ القرآن شائع کیا ہے جو حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کے درس سے ماخوذ ہے۔ اور اخیر میں تفسیری نوٹ دئے ہیں جو آپ سے سبقاً پڑھ کر لکھے گئے ہیں۔ آپ کے درس کے نوٹوں اور دیگر بزرگان سلسلہ کی تحریروں سے اخذ کئے گئے ہیں ہمارے احباب جب تک ترقی اسلام کیطرف سے مکمل ترجمہ قرآن شریف شائع نہیں ہوتا۔ اور انہیں مکمل ترجمہ قرآن کی ضرورت کی وجہ دوسرے

...مترجم قرآن خریدنے پڑتے ہیں یہ احمدی ترجمہ و تفسیر خریدیں۔ جو دفتر تشحیذ الاذہان قادیان سے مل سکتا ہے ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان

بابت ماہِ مارچ سنہ ۱۹۱۶ء

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَاٰمِنُوْا خَیْرًا لَّکُمْ وَاِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَکَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ۔ النساء ع ۲۳

احمد قادیانی کی صداقت کا ثبوت

صداقت ثابت کرنے کے دو طریق

حضرت اقدس مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ثبوت بالعموم تین طور پر دیا جاتا ہے۔ **ایک طریق** تو یہ ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد اُمت محمدیہ میں مبعوث ہونے کا وعدہ ہے۔ پس اس چودھویں صدی کے سر پر کس نے مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا۔ اور پھر کس نے اپنے اس دعویٰ کے مطابق تجدید دین کا فرض بجا لایا۔ اور مظفر و منصور اللہ تعالیٰ کی جناب میں مرفوع ہوا ۔

دوسرا طریق یہ ہے کہ اسلام میں ایک مسیح موعود آخری زمانے میں نازل ہونے کا وعدہ ہے۔ اب پہلے تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ عیسیٰ جو آنیوالا ہے۔ آیا وہی عیسیٰ بن مریم ہے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پیشتر یوروشلیم میں ظاہر ہوا۔ یا کوئی عیسیٰ کی خو بو پر اُمت محمدیہ کا ایک فرد مبعوث ہونیوالا

تھا۔ سو جب قرآن مجید میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ عیسیٰ بن مریم دوسرے انبیاء علیہم السلام کی مانند وفات پاکر زمین میں مدفون ہو چکا ہے۔ اور حقیقی مردے پھر دُنیا میں نہیں آتے۔ تو لامحالہ ماننا پڑتا ہے کہ اس آنیوالے عیسیٰ بن مریم سے مراد اُمّتِ محمدیہ کا کوئی فرد اکمل ہے۔ جو عیسوی صفات کا مظہر و بروز ہو ✤

امام بخاری کا لطیف اِستدلال وفاتِ مسیح پر

چنانچہ صحیح البخاری تیرھویں پارہ کتاب بدء الخلق میں پہلے تو یہ حدیث ہے :۔

عن ابن عباس قال

قال رسول الله صلے الله علیه وسلم ××× ثُمَّ یُؤْخَذُ بِرِجَالٍ مِّنْ اَصْحَابِیْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اُصَیْحَابِیْ فَیُقَالُ اِنَّهُمْ لَمْ یَزَالُوْا مُرْتَدِّیْنَ عَلٰی اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ الی قوله العزیز الحکیم ×××× قَالَ هُمُ الْمُرْتَدُّوْنَ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰی عَهْدِ اَبِیْ بَكْرٍ فَقَاتَلَهُمْ اَبُوْبَكْرٍ۔

فرمایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ××× کہ آدمی حشر کئے جائینگے ××× میرے اصحاب سے کچھ تو دہنی طرف بہشت میں لیجائے جائینگے اور کچھ بائیں طرف (دوزخ میں) تو میں کہوں گا یہ تو میرے اصحاب ہیں تو مجھے بتایا جائے گا کہ یہ جب سے تم ان سے جدا ہوئے۔ مُرتد ہو گئے تھے۔ تب میں وہی کہوں گا جو عبد صالح عیسیٰ بن مریم کا قول ہے کہ جب تک میں ان میں رہا ان کا نگران تھا (یعنی اس وقت تک تو نہیں بگڑے تھے) پھر جب تو نے مجھے وفات دی۔ تو پھر تُو ہی ان کا نگران حال تھا (مجھے کچھ خبر نہیں۔ ان کا بگڑنا میری وفات کے بعد کا واقعہ ہے) اور تو ہر چیز کا نگران ہے۔ اور کہا یہ وہ اصحاب مرتدین ہیں جو ابوبکرؓ کے عہد میں مرتد ہوئے اور ابوبکر نے ان سے مقاتلہ کیا ✤

اس حدیث میں چند باتیں توجہ طلب ہیں :۔

اوّل۔ یہ کہ نبی کے اکثر اصحاب تو صراطِ مستقیم پر قائم رہتے ہیں مگر بعض کا گمراہ ہو جانا خواہ

وہ ایسے قریبی ہوں کہ خود نبی بھی ان کو پہچانتا ہو۔ اور ان کے گمراہ ہونے پر تعجب کرے۔ کوئی مستبعد نہیں ؁

دوم۔ یہ کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ کا یکساں معاملہ ہے۔ دونوں قیامت کے دن اپنے اپنے اصحاب کی نسبت جناب باری تعالےٰ میں عرض کرینگے (ب) دونوں کے ایک ہی کلمات ہیں (ج) فلما توفیتنی دونو کی زبان سے نکلیگا (د) دونو کے بعض اصحاب کا بگڑنا اور گمراہ ہونا وفات کے بعد ہے ؁

پس اگر نبی کریم سید المرسلین کے لئے توفیتنی کے معنے موت کے ہیں تو عیسیٰ ابن مریم کے لئے اس لفظ کے یہ معنے کیوں نہ لئے جائینگے۔ اور جب توفیتنی کے یہ معنے ہونگے کہ تو نے مجھے وفات دی تو اب دیکھنا چاہیئے کہ جب عیسیٰ بن مریم سے سوال ہوگا کہ کیا تو نے کہا تھا کہ مجھے اور میری اماں کو معبود بناؤ تو وہ عرض کرینگے۔ نہیں میں نے تو وہی کہا جو تو نے اے میرے مولا مجھے حکم دیا۔ اور جب تک میں ان میں رہا میں ان کا نگران تھا۔ اسوقت تک انہیں سے کوئی ایسا گمراہ نہیں ہوا کہ مجھے خدا بنائے۔ (وَکُنْتُ عَلَیْہِمْ شَہِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْہِمْ) مگر جب میری موجودگی وفات پاجانے کے سبب نہ رہی تو پھر تو ہی نگران تھا۔ مجھے کچھ خبر نہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائی تو گمراہ ہو چکے ہیں۔ تو بہرحال یہ ماننا پڑتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کا بگڑنا وفات عیسیٰ کے بعد ہے ؁

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اگلی بات بات میں ایک نکتہ ہوتا ہے۔ پہلے تو یہ حدیث لائے ہیں جس سے وفات عیسیٰ بن مریم صریح طور پر ثابت ہو۔

امام بخاری کا مذہب کہ آنیوالا عیسیٰ اور ہے

اور پھر اس کے ساتھ متصل دوسری حدیث نزول عیسیٰ بن مریم کی نسبت یہ لائے ہیں:۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ

فرمایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ زمانہ قریب ہے۔ جب ابن مریم تم میں نازل ہو۔ حکم عدل ہو کر پھر کسر صلیب

وہ ایسے قریبی ہوں کہ خود نبی بھی ان کو پہچانتا ہو۔ اور ان کے گمراہ ہونے پر تعجب کرے۔ کوئی مستبعد نہیں ۞

دوم۔ یہ کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ کا یکساں معاملہ ہے۔ دونوں قیامت کے دن اپنے اپنے اصحاب کی نسبت جناب باری تعالےٰ میں عرض کرینگے (ب) دونو کے ایک ہی کلمات ہیں (ج) فلما توفیتنی دونو کی زبان سے نکلیگا (د) دونو کے بعض اصحاب کا بگڑنا اور گمراہ ہونا وفات کے بعد ہے ۞

پس اگر نبی کریم سید المرسلین کے لئے توفیتنی کے معنے موت کے ہیں تو عیسیٰ ابن مریم کے لئے اس لفظ کے یہ معنے کیوں نہ لئے جاوینگے۔ اور جب توفیتنی کے یہ معنے ہونگے کہ تو نے مجھے وفات دی تو اب دیکھنا چاہیئے کہ جب عیسیٰ بن مریم سے سوال ہوگا کہ کیا تو نے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود پکڑو تو وہ عرض کرینگے۔ نہیں میں نے تو وہی کہا جو تو نے اے میرے مولا مجھے حکم دیا۔ اور جب تک میں ان میں رہا میں ان کا نگران تھا اسوقت تک انمیں سے کوئی ایسا گمراہ نہیں ہوا کہ مجھے خدا بنائے۔ (وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ) مگر جب میری موجودگی وفات پا جانے کے سبب نہ رہی تو پھر تو ہی نگران تھا۔ مجھے کچھ خبر نہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائی تو گمراہ ہو چکے ہیں۔ تو بہر حال یہ ماننا پڑتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کا بگڑنا وفات عیسیٰ کے بعد ہے ۞

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر بات بات میں ایک نکتہ ہوتا ہے۔ پہلے تو یہ حدیث لائے ہیں جس
وفات عیسیٰ بن مریم صریح طور پر ثابت ہو۔

امام بخاری کا مذہب کہ آنیوالا عیسیٰ اور ہے

اور پھر اس کے ساتھ متصل دوسری حدیث نزول عیسیٰ بن م
کی نسبت یہ لائے ہیں :۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ

فرمایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان
کہ وہ زمانہ قریب ہے۔ جب ابن مریم
میں نازل ہو۔ حکم عدل ہو کر پھر کس

حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ اور قتل خنزیر کریگا۔

پس یقیناً سمجھو کہ امام بخاری نے ابن مریم کی وفات کا ثبوت دیکر پھر نزول ابن مریم کی حدیث لاکر بتایا ہے[۱] کہ آنیوالا ابن مریم وہ ابن مریم نہیں جس پر انجیل نازل ہوئی۔ کیونکہ وفات یافتہ تو واپس نہیں آسکتے۔ پس یہ ابن مریم اُمت محمدیہ کا ایک اکمل فرد ہے جو اُس پہلے ابن مریم کے صفات و کمالات اپنے اندر رکھنے والا ہوگا۔ اور وہ جیسا کہ دیگر نشانات کے منطبق ہونے سے ثابت ہے۔ حضرت مرزا غلام احمدؑ ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

صداقت مسیح موعودؑ پر غور کرنے کا تیسرا طریق۔

تیسرا طریق یہ ہے کہ قرآن مجید کو اپنا حَکَم بنایا جائے۔ اور اس میں صداقت کے معیار دیکھے جائیں پس اگر حضرت مرزا صاحب ان معیاروں کے مطابق راستباز ثابت ہوں تو ان کے جملہ دعاوی کو مان لیا جاوے یہ آخری طریق میرے خیال میں زیادہ آسان اور بہت سی مشکلات اور پیچیدگیوں سے بچانے والا ہے۔ اس لئے اسی پر میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں:۔

نبیوں کا سلسلہ قیامت تک جاری ہے۔

اوّل تو یہ جاننا چاہیئے کہ مجرد اتنا خیال کہ خاتم النبیین کے بعد نبی نہیں ہو سکتا۔ اور حضرت مرزا صاحب نبوت کے مدعی تھے اس لئے جھوٹے ہیں غلط ہے۔ کیونکہ ہم تقریباً تمام قوموں میں یہی دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے بانی سلسلہ کے بعد یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اب کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا مگر واقعات بتاتے ہیں کہ نبی مبعوث ہوئے۔

آریہ کہتے ہیں وید کے بعد کسی پر الہام نہیں ہوا۔ عیسائی کہتے ہیں انجیل پر کلام الٰہی کی تکمیل ہوگئی۔ اب مسلمان بھی وہی کہتے ہیں جو یوسف علیہ السلام کے بارے میں کہا گیا۔ حَتّٰی اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا۔ (جب یوسف علیہ السلام وفات پا گئے۔ تو تم نے کہا کہ اب ان کے بعد اللہ کوئی رسول مبعوث نہیں کریگا) لیکن جب پچھلے واقعات

[۱] اسی طرح امام بخاری نے متوفیک کے معنے ممیتک کر کے اور عیسیٰ ابن مریم کا حلیہ اور بتا کر اور آنیوالا عیسیٰ کا حلیہ اور بتا کر سمجھایا ہے کہ عیسیٰ موسوی اور ہے اور عیسیٰ محمدی اور

حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ الخ اور قتل خنزیر کریگا ٭

پس یقیناً سمجھو کہ امام بخاری نے ابن مریم کی وفات کا ثبوت دیکر پھر نزول ابن مریم کی حدیث لاکر بتایا ہے[1] کہ آنیوالا ابن مریم وہ ابن مریم نہیں جسپر انجیل نازل ہوئی۔ کیونکہ وفات یافتہ تو واپس نہیں آسکتے۔ پس یہ ابن مریم اُمت محمدیہ کا ایک اکمل فرد ہے جو اُس پہلے ابن مریم کے صفات و کمالات اپنے اندر رکھنے والا ہوگا۔ اور وہ جیسا کہ دیگر نشانات کے منطبق ہونے سے ثابت ہے۔ حضرت مرزا غلام احمدؑ ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

صداقت مسیح موعودؑ پر غور کرنے کا تیسرا طریق۔

تیسرا طریق یہ ہے کہ قرآن مجید کو اپنا حَکَم بنایا جائے۔ اور اس میں صداقت کے معیار دیکھے جائیں پس اگر حضرت مرزا صاحب ان معیاروں کے مطابق راستباز ثابت ہوں تو ان کے جملہ دعاوی کو مان لیا جاوے یہ آخری طریق میرے خیال میں زیادہ آسان اور بہت سی مشکلات اور پیچیدگیوں سے بچانے والا ہے۔ اس لئے اسی پر میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں:۔

نبیوں کا سلسلہ قیامت تک جاری ہے۔

اوّل تو یہ جاننا چاہیئے کہ مجرد اتنا خیال کہ خاتم النبیین کے بعد نبی نہیں ہوسکتا۔ اور حضرت مرزا صاحب نبوت کے مدعی تھے اس لئے جھوٹے ہیں غلط ہے۔ کیونکہ ہم تقریباً تمام قوموں میں یہی دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے بانی سلسلہ کے بعد یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اب کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا مگر واقعات بتاتے ہیں کہ نبی مبعوث ہوئے ؛

آریہ کہتے ہیں وید کے بعد کسی پر الہام نہیں ہوا۔ عیسائی کہتے ہیں انجیل پر کلام الٰہی کی مہر ہوگئی۔ اب مسلمان بھی وہی کہتے ہیں جو یوسف علیہ السلام کے بارے میں کہا گیا۔ حَتّٰی اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا۔ (جب یوسف علیہ السلام وفات پا گئے۔ تو تم نے کہا کہ اب ان کے بعد اللہ کوئی رسول مبعوث نہیں کریگا) لیکن جب پچھلے واقعات

[1] اسی طرح امام بخاری نے متوفیک کے معنے ممیتک کر کے اور عیسیٰ ابن مریم کا حلیہ اور بتا کر اور عیسیٰ کا حلیہ اور بتا کر سمجھایا ہے کہ عیسیٰ موسوی اور ہے اور عیسیٰ محمدیؐ اور ۱۲

نے بتا دیا ہے کہ بعض الفاظ کی بناء پر ہر سلسلہ کے لوگ یہی سمجھ لیتے ہیں کہ اب کوئی رسول مبعوث نہیں ہوگا۔ اور پھر رسول مبعوث ہو جاتا ہے تو صرف اس گمان پر کہ اب کوئی رسول مبعوث نہیں ہو گا کسی مدعی کے دعویٰ پر غور نہ کرنا ٹھیک بات نہیں۔ اور طریق تقویٰ سے بعید ہے۔ اور یہ بات اور بھی اہم ہو جاتی ہے۔ جب کسی بابرکت چیز کو ختم کر دینا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کو بڑھانیوالا نہیں بلکہ گھٹانے والا ہے۔

خاتم النبیّین کے بعد کس قسم کا نبی آسکتا ہے۔

پس خاتم النبیّین کے وہی معنے صحیح ہوں گے۔ جو خود حضرت اقدس نے لکھے ہیں۔ اور جنہیں نہ تو اس سلسلہ کو بکلی بند کر دیا گیا ہے اور نہ بالکل کھولا گیا ہے۔ وہو ہذا:۔

" مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانیوالا رسول نہیں۔ اور نہ ہی کوئی ایسا نبی ہے جو انکی اُمت سے باہر ہو بلکہ وہ اُمتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۹)

یعنی نہ تو اب کوئی صاحب شریعت جدیدہ رسول آسکتا ہے۔ اور نہ ہی براہ راست نبوت پانیوالا ہاں ایک طرح کی نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔

" اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیّین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدیؐ چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مُہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔" (غلطی کا ازالہ)

یعنی اب اور کوئی نبوت قیامت تک نہیں۔ ہاں نبوت محمدیہؐ ہی ہے جو کسی فرد اکمل اُمت محمدیہؐ میں ظاہر ہو سکتی ہے یہ ایک ایسا طریق ہے کہ اس میں خاتم النبیّین میں لفظ خاتم کے معنے ہر پہلو سے قائم رہتے ہیں یعنی کمالات کے خاتم ہونے کے بھی اور مُہر ہونے کے بھی۔ اور چونکہ مُہر دو طور پر کام دیتی ہے۔ ایک بند کرنے کے لئے ایک اجراء کے لئے۔ اس لئے ایک پہلو سے تو اس مُہر نے نبوت کا سلسلہ بند کر دیا یعنی شریعت اور براہ راست کا۔ اور اس سے پہلے انہی دو قسم کے انبیاء آتے تھے۔ اور ایک سلسلہ جاری کر دیا یعنی آپ کی مُہر سے ایسا نبی ہو سکتا ہے۔ جو ایک طرف تو اُمت محمدیہؐ کا فرد ہو

اور دوسری طرف نبی ہونے کی وجہ سے زمرۂ انبیاء میں شامل۔ اور یہ وہ درجہ و منصب ہے کہ گذشتہ مجددین میں سے کوئی اس میں شریک نہیں ہوا۔ کیونکہ اس سے پہلے تو نبوت پانے کے لئے ضروری تھا کہ مثلاً موسیٰ کے تمام کمالات حاصل کئے جائیں تب نبی ہوگا۔ مگر اب نبوت محمدیہ کے خاتم ہونے کی وجہ سے ضروری ہے کہ نبی وہی ہو جو تمام کمالات نبوت محمدیہ کو ظلی طور پر اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور یہ بات صرف اور صرف جیسا کہ واقعات اور نشانات سے ثابت ہے۔ حضرت مرزا صاحب میں پائی جاتی ہے۔ آپ سے پہلے نہ تو کسی سچے ولی کو اللہ تعالیٰ نے نبی کا صریح طور پر خطاب دیا اور نہ اس نے نبوت کا دعوےٰ کیا۔ اور اپنی بعثت کو تمام جہان کے لئے ٹھہرایا۔ اور نہ حدیث صحیحہ میں اس کے لئے نبی اللہ کا خطاب آیا۔ پس اس وقت تک اُمتِ محمدیہ میں ایک ہی نبی مبعوث ہوا ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس کے دعوے کو قرآن مجید کے مقرر کردہ معیاروں سے پرکھیں ؛

قرآن مجید میں ہر اہم دینی مسئلہ کا فیصلہ موجود ہے

کیونکہ قرآن مجید کی شان میں آیا ہے۔ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ (پارہ ۲۳ سورہ زمر رکوع ۳ ع) ہم نے لوگوں کے سمجھانے کے لئے اس قرآن میں ہر عمدہ بات بیان کی ہے (۲) وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ وَلَئِنْ جِئْتَھُمْ بِاٰیَۃٍ لَّیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ (پارہ ۲۱ سورۂ الروم ۶ ع) آیت کا ایک حصہ تو وہی ہے جس کا ترجمہ ہو چکا۔ بقیہ میں یہ بتایا کہ جب تو ان کے پاس کوئی آیت لائے تو یہ کافروں کا طریق ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ تم فریبی ہو۔ پس قرآن مجید اور الٰہی نشانات پر نہایت تقویٰ کے ساتھ غور کرنی چاہیئے ؛

مسئلہ صداقت مسیح موعودؑ کا فیصلہ (کہ اہم دینی مسائل سے ہے) ضرور قرآن مجید میں ہونا چاہیئے۔ چنانچہ "وہ ہے" اور بحکم آیت وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِیْهِ مِنْ شَیْءٍ فَحُکْمُہٗٓ اِلَی اللّٰہِ ط (پارہ ۲۵۔ سورہ الشوریٰ رکوع ۲) جس امر میں تم لوگ آپس میں اختلاف رکھتے ہو۔ اس کا فیصلہ خدا ہی کے حوالے ہو ؛ پس

مومنوں کا شیوہ یہی ہے کہ

ہمارا فرض ہے کہ اپنے اختلاف کو قرآن مجید کے مطابق دور کریں

خدا اور رسول کے فیصلہ پر کاربند ہوں

اور اپنی خواہشوں۔ آرزوؤں اور الفت و عادت کے خیالوں کی مطلق پروا نکریں کا ارشاد ہوتا ہے :۔

وَیَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ ط وَمَآ اُولٰٓئِکَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ٥ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۔ (پارہ ۱۸۔ سورہ النور ۶ ع ۱۲)

اور کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس رسول پر۔ اور ہم فرمانبردار ہوئے پھر ایک گروہ انہیں سے باوجود اس اقرار کے منہ پھیرتا ہے۔ اور یہ لوگ مومن نہیں۔ اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف باہمی جھگڑوں کے فیصلہ کیلئے بلایا جاتا ہے تو ایک گروہ انہیں سے گریز کرتا ہے :

یعنی باوجود زبان سے یہ اقرار کرنے کے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ بعبارت دیگر باوجود لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنے کے پھر اختلافی امور کا فیصلہ قرآن مجید سے کرنے سے روگردان ہیں۔ بحالیکہ سچے مومن کی صورت میں تو یہ شیوہ ہونا چاہیئے تھا :۔

اِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ (پارہ ۱۸ ع ۶/۱۲)

کہ جب انہیں اللہ اور اسکے رسول کی طرف ان کے تنازعات میں فیصلہ کرنے کے لئے بلایا جائے تو وہ کہتے ہیں ہمنے سنا اور مانا پس یہ لوگ کامگار ہیں

پس اے میرے دوستو! حضرت مرزا صاحب کے دعوی کے متعلق بھی آپ کو اپنے متوارث خیالات کے مطابق فیصلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ دیکھنا یہ چاہیئے کہ قرآن مجید اسبارے میں کیا فیصلہ دیتا ہے۔ اور اوپر کی آیات کو بنظر غور دیکھنا چاہیئے کہ اس میں ایک ایسے فریق کا بھی ذکر ہے جو باوجود دعوے ایمان بالتوحید و بالرسالت پھر خدا اور رسول کو حکم بنانے سے اعراض کرتا ہے۔ بحالیکہ مومنوں کا شیوہ یہ ہے کہ وہ سمعاً و طاعۃً کہیں اور اپنی خواہشوں کے خلاف فیصلہ ہونے پر بھی دم نہ ماریں

وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا (پارہ ۲۲۔ سورہ الاحزاب رکوع ۵/۲)

کیونکہ کسی مومن مرد یا عورت کے لئے جائز نہیں اگر جب اللہ اور اس کا رسول کسی امر میں فیصلہ کردیں تو وہ اپنی رائے کو دخل دیں اور اسبات میں ان کا اپنا اختیار رہے۔ اور یاد رکھو کہ جو اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کریگا وہ صریح گمراہی میں ہے :

خدا اور رسول کے فیصلہ پر کاربند ہوں

اور اپنی خواہشوں۔ آرزوؤں اور الفت وعادت کے خیالوں کی مطلق پروا نہ کریں کا ارشاد ہوتا ہے :۔

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُولِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَا اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ○ وَاِذَا دُعُوا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُونَ ۔ (پارہ ۱۸ ۔ سورہ النور ع ۶)

اور کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس رسول پر۔ اور ہم فرمانبردار ہوئے پھر ایک گروہ انمیں سے باوجود اس اقرار کے منہ پھیرتا ہے۔ اور یہ لوگ مومن نہیں۔ اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف باہمی جھگڑوں کے فیصلہ کیلئے بلایا جاتا ہے تو ایک گروہ انہیں سے گریز کرتا ہے :

یعنی باوجود زبان سے یہ اقرار کرنے کے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ بعبارت دیگر باوجود لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ پڑھنے کے پھر اختلافی امور کا فیصلہ قرآن مجید سے کرنے سے روگرداں ہیں۔ بحالیکہ سچے مومن کی صورت میں تو یہ شیوہ ہونا چاہیئے تھا :۔

اِذَا دُعُوا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُولُوا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۔ (پارہ ۱۸ ع ۱۲)

کہ جب انہیں اللہ اور اسکے رسول کی طرف ان کے تنازعات میں فیصلہ کرنے کے لئے بلایا جائے تو وہ کہتے ہیں ہمنے سنا اور مانا۔ بس یہ لوگ کامگار ہیں

بس اے میرے دوستو! حضرت مرزا صاحب کے دعوی کے متعلق بھی آپ کو اپنے متوارث خیالات کے مطابق فیصلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ دیکھنا یہ چاہیئے کہ قرآن مجید اسبارے میں کیا فیصلہ دیتا ہے اور اوپر کی آیات کو بنظر غور دیکھنا چاہیئے کہ اس میں ایک ایسے فریق کا بھی ذکر ہے جو باوجود دعوئے ایمان بالتوحید و بالرسالت پھر خدا اور رسول کو حکم بنانے سے اعراض کرتا ہے۔ بحالیکہ مومنوں کا شیوہ یہ ہے کہ وہ سمعاً و طاعۃً کہیں اور اپنی خواہشوں کے خلاف فیصلہ ہونے پر بھی دم نہ ماریں

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِينًا ؕ (پارہ ۲۲ ۔ سورہ الاحزاب رکوع ۵)

کیونکہ کسی مومن مرد یا عورت کے لئے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی امر میں فیصلہ کر دیں تو وہ اپنی رائے کو دخل دیں اور اسبات میں ان کا اپنا اختیار رہے۔ اور یاد رکھو کہ جو اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کریگا وہ صریح گمراہی میں ہے :

ایک معصوم عن الخطاء صاحبِ وحی حکم و عدل کی ضرورت۔

اب سب سے پہلے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کسی مامور و مرسل کی ضرورت ہے بھی یا نہیں۔ سو جب ہم مسلمانوں کے مسئلہ تنزل اور مختلف فرقوں کے باہمی تباغض و تحاسد کو دیکھتے ہیں۔ اور بیرونی حملات پر (جو رسالوں اور پمفلٹوں کی صورت میں اسلام کے پاک اصول اور مسائل پر ہو رہے ہیں) نظر کرتے ہیں تو ایک حکم و عدل کی ضرورت کو تسلیم کرنا پڑتا ہے جو اپنے ظاہری علم کی بناء پر نہیں۔ بلکہ خدا سے وحی پاکر ان سب تنازعات میں فیصلہ دے۔ جن کی وجہ سے مسلمانوں کا کلمہ متفرق ہے۔ اور وہ بجائے ایک دوسرے کو ضرر دینے میں مصروف ہیں۔

صاحبِ وحی اور پھر معصوم عن الخطاء (کہ خاصہ نبوت و رسالت ہے) کی شرط اسلئے کہ ظاہری علوم کی بناء پر تو ہزاروں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ اور یہ جھگڑا فیصل ہونے میں نہیں آتا۔ اور ایک طالبِ حق کے لئے ان مختلف اقوال میں فیصلہ کرکے ایک راہ اختیار کرنا سخت دشوار بلکہ ناممکن ہی اب تو کسی ایسے ہی مردِ خدا کی ضرورت ہے، جو نشانات الٰہی اور منہاجِ نبوت سے اپنا منجانب اللہ ہونا ثابت کرے۔ اور پھر مسائل متنازعہ فیہا میں فیصلہ دے۔ اور مسلمان اس کا اتباع کریں۔ کیونکہ جب ایک بار ثابت ہو چکا ہے کہ یہ فرستادہ خدا معصوم عن الخطاء ہے۔ اور مورد آیت وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحیٰ۔ تو ضرور ہے کہ جو کچھ وہ فرماتا ہے۔ وہی حق ہو کیونکہ اسی بناء پر ہم نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو مانا ہے۔ یہ ایسا آسان طریق ہے کہ پھر نہ قرآن مجید کی کسی آیت کے معانی میں ہمیں دقت پیش آئے گی۔ اور نہ کسی حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونے پر بحث کرنی پڑیگی۔ اور نہ کسی صحابی یا تابعی یا امام یا مجدد کے قول پر جھگڑنے کی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ معصوم عن الخطاء صاحبِ وحی کا فیصلہ بہرحال ناطق ہوگا۔ اور یہ وہ کام ہے کہ نہ عالموں سے کوئی عالم کرسکتا ہے نہ صوفیوں میں سے کوئی صوفی۔ اور نہ ولیوں میں سے کوئی ولی۔ کیونکہ اغلب ہے۔ جو ایک عالم اگو ہٹ اور ضد اور اپنے نفسانی خیالات سے کام نہ لے۔ مگر پھر بھی کسی آیت یا حدیث کے معنے سمجھنے یا کسی مسئلہ کو صحیح طور پر پرکھنے میں غلطی کرے اور مستبعد نہیں کہ ایک صوفی یا ولی اپنے کسی ایسے الہام یا کشف کی بناء پر فیصلہ دے۔ جسکے ساتھ فرشتوں کا چوکی پہرہ نہیں ہوتا

اور جس کے متعلق خود اسے بھی ایسا ہی یقین نہیں - اور نہ اس یقین کے ثبوت اسکے پاس موجود ہیں جیسا کہ قرآن مجید کے متعلق خود اُسے یا ہمیں یقین حاصل ہے - اور اس یقین کے بیّن دلائل بھی ہم لوگ رکھتے ہیں پس یہ کام تو اسی راستباز انسان کا ہو سکتا ہے جسکی وحی قرآن مجید کی وحی کی طرح منزہ عن الخطاء ہو - اور جس کے اندر وہی کمالات ہوں - جو خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حامل شریعت اسلام میں تھے - تا مُسلمان پھر اسی طرح ایک ہوں جسطرح صحابہ ایک تھے - اور انہی برکاتکے وارث ہوں - جن کا ورثہ صحابہ نے پایا - مگر محمد رسول اللہ کا مد مقابل تو قیامت تک کوئی نہیں آسکتا کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں - اور کمالات انسانی جہاں تک پہنچ سکتے تھے - پہنچ چکے پس آپ ہی کے سلسلہ کے خدام میں سے ایک خادم مبعوث ہو سکتا ہے - جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین ہو کر من تو شدم تو من شدی کے درجہ پر فائز ہو ؛

ایسا راستباز احمدؐ قادیانی ہے

اور میرا دعویٰ ہے کہ وہ راستباز حضرت احمدؐ قادیانی ہے - صلوٰۃ اللہ علیہ و سلامہٗ - جو کمالات میں نے الحکم العدل بننے کے لئے ضروری بیان کئے وہ انہیں موجود تھے - چنانچہ آپ اپنی وحی کی نسبت فرماتے ہیں :-

آں یقینے کہ بود عیسےٰ را — بر کلامے کہ شد برو القا
واں یقین کلیم بر تورات — واں یقین ہائے سید السادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین — ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

اور اپنے متعلق فرماتے ہیں :-

"میں بموجب آیت واٰخرین منہم لما یلحقوا بہم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں × × ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا" (ایک غلطی کا ازالہ)

"خدا تعالیٰ نے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں مجھے داخل کر دیا - یہاں تک کہ یہ بھی نہ چاہا کہ میرا کوئی الگ نام ہو" (نزول المسیح صہ ۳)

اور جس اتحاد کی ضرورت تھی وہ مُسلمانوں کی اس جماعت میں پیدا ہو چکا - جو آپ کی غلامی میں داخل ہوئی - پس واقعات نے یہ بھی دکھا دیا کہ مختلف فرقہائے اسلامی نہ تو کسی انجمن کے ذریعہ متحد

ہو سکتے ہیں نہ کسی سیاسی مسئلہ کی بنا پر۔ بلکہ جمع ہو سکتے ہیں تو اللہ کی قدیم سنت کے مطابق نبی یا اس کے سچے جانشین کے ہاتھ پر بیعت کر کے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کے مختلف ممالک مختلف مذاہب اور پھر مختلف فرقہ ہائے اسلامی کے افراد باوجود مختلف مذاق مختلف طبائع مختلف حالات مختلف خیالات رکھنے کے اس جماعت میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔ اگر کسی دوا کے خالص اور مفید ہونے کے لئے تجربہ ہی کافی شہادت ہے یعنی جب ہم ضرورت کو بھی محسوس کرتے ہیں اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ یہ ضرورت کیونکر رفع ہو گی تو کسی مزید ثبوت کی حاجت نہیں ؛

راستبازوں کی پہچان کے چند معیار۔

لیکن تاہم میں چند معیار راستبازوں کی پہچان کے قرآن مجید سے پیش کر کے حضرت اقدس مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت پیش کرتا ہوں:۔

عذاب الٰہی اور خوفناک تباہی بتاتی ہے کہ کوئی رسول مبعوث ہو چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۝

(پارہ ۲۰۔ سورۃ القصص رکوع ۶)

اور تیرا رب بستیوں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ ان کے مرکز میں ایک رسول نہ مبعوث کرے جو ان لوگوں کو ہماری آیات پڑھ کر سنائے۔ اور ہم بستیوں کو تب ہی ہلاک کرتے ہیں کہ ان کے رہنے والے ظالم ہو جائیں ؛

اس میں یہ بتایا کہ عام تباہی بستیوں میں اسی وقت پڑتی ہے جب کہ کوئی رسول مبعوث ہو اور خلقت اس سے شوخی و شرارت سے پیش آ کر ظالم بنجاتی ہے ؛

اب موجودہ حالات و حوادث زمانہ پر غور کرو۔ موت احمر (جنگ) موت ابیض (طاعون) کہ حسب حدیث سید المرسلین المہدی کے خاص نشانات ہیں اپنے کس قدر خوفناک تباہی ڈھا رکھی ہے۔ طاعون ہندوستان میں ۱۸۹۶ء سے کام کر رہی ہے۔ اور کوئی بستی کوئی خاندان۔ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کوئی فرد بشر ہندوستان اور اسکے مضافات کا نہیں جو بلا واسطہ یا بالواسطہ

اس کا زخم خوردہ نہ ہو۔ پھر جنگ ہے۔ تمام اقوام کی تاریخوں کی ورق گردانی کرلو۔ آدم سے لیکر اسوقت تک کوئی جنگ ایسی خوفناک نہیں جیسی آج کل کی جنگ یورپ۔ نہ اس سے پہلے میدان جنگ میں لڑنے کے لئے اسقدر فوجیں پھر اتنے مختلف ممالک کی جمع ہوئی ہیں۔ اور نہ ایسی ہولناک تباہیاں آئی ہیں۔ جن کا اثر انسانوں سے گذر کر حیوانوں تک پھر عمارتوں تک پہنچا ہو۔ پہلے زمانہ میں میل جول کے اتنے سامان نہ تھے۔ اور نہ مختلف افراد کے ایسے تعلقات اس لئے ایک ملک کی جنگ کا دوسرے ملک میں کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ مگر اب تو ایسی جنگ ہے کہ بوجہ میل جول کے ذرائع کے دنیا کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک کیا پرانی دنیا میں اور کیا نئی دنیا میں زلزلہ برپا ہے۔ ہر قوم کے نوجوان جنگ میں ہیں۔ اور جو بچے ہوئے ہیں وہ بھی امن میں نہیں۔ بلکہ کسی نہ کسی پہلو سے جنگ کی تباہی کے زیر اثر ہیں ؎

لہ سنہ ۱۹۰۷ء۔ گیارہ لاکھ ۹۶ ہزار دو تیئیں۔
سنہ ۱۹۰۸ء۔ ایک لاکھ تین ہزار آٹھ سو اٹھاسی۔
سنہ ۱۹۰۹ء۔ ایک لاکھ اکتالیس ہزار چھ سو پچانوے۔
سنہ ۱۹۱۱ء۔ آٹھ لاکھ چھیالیس ہزار آٹھ سو تہتر۔
سنہ ۱۹۱۲ء۔ تین لاکھ چھ ہزار چار سو اڑتالیس۔
سنہ ۱۹۱۳ء۔ دو لاکھ سترہ ہزار ایک سو تینتالیس۔

طاعون سے صرف ہندوستان میں آدمی ہلاک ہوئے۔ اور ابھی کئی ایسے ہیں جن کی باقاعدہ رپورٹ درج نہیں ہوئی گذشتہ آٹھ سال میں چوبیس لاکھ انسان ہلاک ہوئے ہیں۔ (الفضل نمبر ۲۹)

ٹہ نقصان جان نو سلطنتوں کا کیا حساب بتایا جائے" جرنیل فرانسس ونٹن گرین امریکن افواج کے بریگیڈیر جرنیل نے شہر شکاگو کے اخبار " دی پبلک" میں موجودہ جنگ یورپ سے متخاصمین کے نقصانات کا حسب ذیل اندازہ شائع کیا ہے۔

نام ملک	مقتولین	مجروحین	غائب	میزان
برطانیہ عظمیٰ	۸۶۰۰۰	۲۵۱۰۰۰	۵۵۰۰۰	۳۹۲۰۰۰
فرانس	۴۰۰۰۰۰	۷۰۰۰۰۰	۳۰۰۰۰۰	۱۴۰۰۰۰۰
روس	۵۰۰۰۰۰	۸۰۰۰۰۰	۹۰۰۰۰۰	۲۲۰۰۰۰۰
اٹلی	۵۰۰۰	۱۵۰۰۰	۵۰۰۰	۲۵۰۰۰
بلجیئم	۲۵۰۰۰	۴۰۰۰۰	۱۵۰۰۰	۸۰۰۰۰
سرویا	۲۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۷۰۰۰۰
جرمنی	۶۰۰۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰	۳۰۰۰۰۰	۱۹۰۰۰۰۰
آسٹریا	۴۰۰۰۰۰	۷۰۰۰۰۰	۷۰۰۰۰۰	۱۸۰۰۰۰۰
ٹرکی	۳۰۰۰۰	۸۰۰۰۰	۲۰۰۰۰	۱۳۰۰۰۰
میزان	۲۰۶۶۰۰۰	۳۶۲۶۰۰۰	۲۳۰۵۰۰۰	۷۹۹۷۰۰۰

اب سوال یہ ہے کہ بستیوں کی بستیاں جو طاعون اور قتل سے ہلاک ہو رہی ہیں آخر اس کا کیا سبب ہے۔ کوئی نیا گناہ دنیا سے صادر ہوا ہے جو پہلے نہیں تھا ورنہ جھوٹ فریب زنا چوری وغیرہ ذالک کبیرہ گناہ تو پہلے بھی موجود تھے وہ گناہ جیسا کہ خدا کی کتاب بتاتی ہے۔ اس کے رسول کا انکار ہے۔ کیونکہ اوپر کی آیت اور یہ آیت

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا — اور ہم عذاب دینے والے نہیں جب تک رسول بھیج کر اتمام حجت نہ کرلیں ؛ (پارہ ۱۵ - سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۲)

بتاتی ہے کہ عالمگیر یا ہمہ گیر عذاب اُسی وقت آتا ہے جب رسول مبعوث ہو جائے۔ اور لوگ

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ — اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو جو اللہ پر افترٰی کرے یا اُس کی آیات کو جھٹلائے۔ (پارہ ۸ سورۃ الاعراف رکوع ۴)

کے مطابق کسی فرستادہ بارگاہ ایزدی کی تکذیب کرکے اظلم بنجاتے ہیں۔ ان آیات کے مطابق ماننا پڑتا ہو کہ رسول مبعوث ہو چکا ہے۔ اور وہ حضرت اقدس مرزا صاحب ہیں کہ آپ ہی کے دعویٰ نبوت و رسالت کے بعد یہ عذاب آئے ہیں۔ دنیا نے اسی پاک رسول کی تکذیب کی ہے جس نے ہم پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھیں۔ اور اس کی پاداش میں حسب وحی الٰہی دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ عذاب پر عذاب بھگت رہی ہے۔ اور اگر رسول مبعوث نہیں ہوا تو خدا تعالےٰ پر ظالم ہونے کا الزام آتا ہے۔ اور پھر یہ امر اس آیت کے بھی خلاف ہے، وَلٰكِنْ

مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ اعداد کئی ماہ گذشتہ تک کے ہیں۔ اور اب ان میں معتد بہ اضافہ ہو گیا ہے۔

چنانچہ اب جرمنی کی مقتول	۵۸۸۹۸۶
مفقود الخبر	۳۵۶۱۵۳
زخمی ہوئے	۲۴۰۸
	۱۵۶۶۵۴۹

کل میزان ۲۵ لاکھ پنتیس ہزار سات سو اڑسٹھ کی تعداد بتائی گئی ہے

ایک صاحب مسٹر ایڈمنڈ نے اندازہ شائع کیا ہے کہ اتحادی سلطنتیں ۱۳۰ ارب روپیہ خرچ کرچکی ہیں اور جرمنی نے ۲۲ ارب ۲۰ کروڑ خرچ کیا ہے۔ تقریباً ۶۰ لاکھ روپیہ فی گھنٹہ۔ (الفضل نمبر ۲۱)

تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبْدِیْلاً ۔ جب یہ اسکی سُنّت جیساکہ خود اسنے فرمایا قرار پاچکی ہے کہ عالمگیر وہمہ گیر تباہی اُسی وقت آتی ہوکہ جب کوئی رسول مبعوث ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس کے عہد کے خلاف اب یہ سنّت تبدیل ہو جائے ؛

(۲) جو مدعی وحی نبوت ۲۳ سال تک بعد از دعویٰ زندہ رہے وہ صادق ہے !

اللہ تعالےٰ اپنے حبیب صادق ومصدوق سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفےٰ رسول اللہ علیہ صلوٰۃ اللہ رب العلمین کی صداقت کی ایک دلیل فرماتاہے :-

تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ ۙ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ ۙ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِیْنَ ۝

(پارہ ۲۹ سورہ الحاقہ رکوع ۲)

یہ قرآن مجید رب العالمین کا اتارا ہوا ہے ثبوت یہ ہے کہ اگر اس وحی کا مہبط ہم پر ذرا بھی کوئی افترا کرتا تو ہم اسکو داہنے ہاتھ (پوری قوت سے) یعنی سخت پکڑ لیتے پھر اسکی رگِ جان کاٹ دیتے۔ ہلاک کر دیتے۔ اور تم میں سے کوئی بھی اس سے روک نہ سکتا ؛

یعنی گورنمنٹ جسمانی میں اگر کوئی جھوٹا عہدیدار بنے تو فوراً گرفتار ہو جاتا ہے، تو کیا خدا کی حکومت میں اندھیر ہے کہ کوئی گرفت نہ ہو۔ اور حق وباطل کا معاملہ دنیا پر مشتبہ ہو جائے۔ پس ضرور ہے۔ کہ مفتری علی اللہ اسی دنیا میں پکڑا جائے۔ اور ہلاک ہو۔ چنانچہ بائیل میں بھی یہی علامت صدق ہے کہ جھوٹا نبی ہلاک ہوتا ہے۔ اب یہ دلیل خوب غور کرکے دیکھ لینا چاہیئے کہ حضرت نبی کریم کی صداقت کے ثبوت میں دیگئی۔ اور آپ کی وحی نبوت کی کل مدت ۲۳ سال ہے۔ پس جس مدعی وحی نبوت پر ۲۳ سال گذر جائینگے اور نا کام ہلاک نہ ہوگا۔ وہ یقیناً سچا ہوگا۔ اگر اس کے خلاف مُسلمانوں میں سے کوئی شخص کسی مدعی نبوت کو پیش کریگا۔ کہ وہ بعد از دعویٰ ۲۳ سال سے زیادہ زندہ رہا تو یاد رکھے کہ جو حملہ وہ حضرت اقدس مرزا صاحب پر کرنا چاہتا ہے۔ اسکی پہلی زد کے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ چونکہ اس مضمون میں میرے مخاطب بالعموم مسلمان یعنی مدعیان اسلام ہیں۔ اِس لئے میں کسی جھوٹے مدعی نبوت کے ۲۳ سال سے زیادہ زندہ رہنے کی مثال پر تاریخی رنگ میں جرح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں دیکھتا۔ کیونکہ وہ بدبخت جو ایسا

حوالہ پیش کرتا ہے۔ دراصل محسن کشی کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحب پر نہیں۔ بلکہ اپنے آقا و مطاع سید المرسلین پر وار کر رہا ہے۔ کیونکہ یہ وہ دلیل صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو خود خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں دی ہے۔ اور دلیل وہی ہے جو عام ہو۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہے۔ کیونکہ جب ایک سے خاص ہو تو اسطرح ہر مدعی نبوت کہہ سکتا ہے کہ میری صداقت کا نشان یہ ہے کہ میں مثلاً ایک سال زندہ رہتا ہوں۔ پس جو دلیل عام ہے ضرور ہے کہ جب کسی دوسرے ویسے مدعی پر صادق آئے تو وہ بھی اپنے دعوے میں سچا ہو۔ ہاں یہ بات یاد رہے کہ ہر صادق و راستباز کے لئے ضروری نہیں کہ وہ ۲۳ سال تک بعد از دعویٰ وحی و الہام زندہ رہے۔ بلکہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ جس پر ۲۳ سال گذر جائیں وہ ضرور صادق ہے۔ اِس آخری بات کو خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ پھر سنو!

(۳)

مفتری علی اللہ اسی زندگی میں ذلیل ہوتا ہے

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ۝ (پارہ ۹ سورہ اعراف ع ۱۹)

جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنایا۔ ان پر ان کے رب سے غضب نازل ہوگا۔ اور اسی دنیا کی زندگی میں ذلت۔ اور ہم مفتریوں کو بھی یہی سزا دیا کرتے ہیں ۔

یعنی بچھڑے کے پجاریوں کو جو سزا ملی۔ وہی سزا افترا علی اللہ کرنے والوں کے لئے مقرر ہے وہ کیا ہے؟ ان پر الٰہی غضب نازل ہوتا ہے۔ اور وہ اسی دنیا کی زندگی میں ذلیل کئے جاتے ہیں۔ اب میرے معزز بھائیو! آپ مہربانی فرما کر حضرت مرزا صاحب کے حالات زندگی پر نظر غائر ڈالو۔ کہ آپ پر (نعوذ باللہ من ذالک) الٰہی غضب نازل ہوا۔ یا آپ کو آپ کی اولاد کو آپکے گھر کو برکات سے بھر دیا گیا۔ آپکے آپ آپ کا دامن بھی جس نے چھوا۔ وہ اور اس کے متعلقین اور اس کا گھر بھی برکات سے بھر گیا۔ ایک وقت تھا کہ آپ کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ اور ایک وقت اب یہ ہے کہ ہزاروں نہیں لاکھوں پاکباز انسان آپ پر درود بھیجتے ہیں۔ آپ کا نام عزت کے ساتھ اطراف عالم میں مشہور ہوتا جاتا ہے۔ جو کام آپ نے شروع کیا تھا۔ اسیں دن بدن ترقی

ہو رہی ہے۔ آپ کا مقصد کیا تھا؟

(۱) لوگ وفاتِ مسیح کے قائل ہوں کہ اس کے ثابت ہو جانے پر صلیبی عقاید کا قلع قمع ہوتا ہے۔ کیونکہ جسے خدا سمجھ کر اپنے گناہوں کا کفارہ بناتے ہیں۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ وفات پا گیا۔ اور پھر زندہ نہیں ہوا تو وہ نہ تو خدا رہا نہ کفارہ بنا۔ کیونکہ بشریت کا کفارہ تمام جہان کے گناہوں کے لئے کافی نہیں ؛

(۲) اسلام کا بول بالا ہو۔ اس کے متبعین بڑھیں۔ اور وہ اپنے عقائد میں مستحکم ہوں کسی غیر مذہب کا اثر قبول نہ کریں۔ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ہوں ؛

اِن دونو مقصدوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ آپ پورے پورے کامیاب ہو چکے ہیں۔ مسیح کی حیات کے مسئلہ پر نہ کسی عیسائی کو ہمت پڑتی ہے نہ کسی مسلمان کو جرأت کہ آپکے پیروؤں سے گفتگو کرے جیسا کہ ہر جگہ دیکھا جاتا ہے۔ اور جب کوئی یہ مسئلہ چھیڑتا ہے تو خواہ کیسا عالِم ہو۔ ایک معمولی احمدی سے بھی شکست پاتا ہے۔ اس سے زیادہ مقصد میں کیا کامیابی ہو سکتی ہے کہ قرآن مجید کی آیات کی بناء پر مسیح کی وفات پر یقین رکھنے والی ایک جماعت آپنے قائم کر دی۔ جو برابر ترقی کر رہی ہے اور یہ امر مسلّم ہے کہ وفاتِ مسیح کسرِ صلیب کا بنیادی اصل ہے ؛

پھر دوسرے مذاہب پر خواہ آریہ ہوں یا عیسائی یا یہودی یا سکھ۔ ایسی اتمامِ حجت کی کہ

چہ ہیبت ہا بداد ندایں جوان را کہ نیاید کس بمیدان محمدؐ

کوئی سامنے نہیں آتا۔ آپنے جلسہ مہوتسو لاہور میں جہاں تمام مذاہبِ عالَم کے قائم مقام اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ اپنا مضمون پڑھوایا۔ جو حسبِ پیشگوئی ۲۱ر دسمبر ۱۸۹۶ء جو پہلے شائع کر دیگئی تھی۔ سب سے بالا رہا۔ پھر آپنے بارہا فرمایا کہ ہر مذہب کا قائم مقام اپنے مذہب کی الہامی کتاب سے اسکی صداقت کی دلیلیں دے۔ مگر آج تک کسی کو حوصلہ نہیں ہوتا کہ اس اصول پر کاربند ہو کر مباحثہ ہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ مذہب کی غرض تو نجات اور خدا سے لقاء ہے۔ اور نجات وہی ہے جس کا ثبوت اسی دُنیا میں ملے۔ پس اگر کوئی اہلِ مذہب اللہ کے ساتھ تعلق حاصل ہو جانے کا مدعی ہے تو وہ میرے مقابل پر آئے۔ اور کوئی ایسا نشان دکھائے جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو۔ پس اس مطالبہ میں بھی کوئی آپ سے عہدہ برآ نہ ہوا۔ آریوں میں سے لیکھرام بالمقابل پر آیا۔ اور

آپ کی پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کے مطابق چھ سال کے اندر ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو عید کے دوسرے روز قتل ہوا۔ عیسائیوں میں سے ڈپٹی آتھم مقابلہ پر آیا۔ آپ نے فرمایا عمداً گریز کرنے والا اگر حق کی طرف رجوع نہ کرے تو پندرہ ماہ کے اندر ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ پہلے رجوع کی شرط سے فائدہ اٹھا کر بچ رہا اور پیشگوئی کا ایک پہلو پورا ہوا پھر جب رجوع نہ کرنے پر قسم نہ اٹھائی تو حسب پیشگوئی پندرہ ماہ کے اندر ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو فوت ہوا۔ اسی طرح ڈوئی امریکہ میں ہلاک ہوا۔ جس کا دعویٰ تھا کہ میں نبی ہوں میرا کام یہ ہے کہ میں مشرق و مغرب شمال و جنوب کے لوگوں کو جمع کروں۔ اور مسیحیوں کو اس شہر میں آباد کروں یہاں تک کہ وہ دن آوے۔ جب محمدی مذہب مٹ جائے مگر حضور نے شائع کیا کہ تم میرے مقابل آؤ۔ نہ آؤ گے تو بھی اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھو۔ بلکہ تمہارے صیہون پر آفت آنیوالی ہے۔ چنانچہ چند ہی روز میں وہ ہلاک ہوا۔ سکھ مذہب کے بانی کو آپ نے دلائل قاہرہ سے مسلمان ثابت کیا۔ مسلمانوں میں سے مرزا احمد بیگ تین سال کے اندر ہلاک ہوا۔ لکھو کے والا جس نے خربت خبر شائع کیا۔ الٰہی بخش اکونٹنٹ۔ چراغ الدین جمونی۔ غلام دستگیر۔ حسب پیشگوئی وفات پا گئے۔

غرض ہر مذہب کے زعیم پر اتمام حجت کی۔ اور حقیقی اسلام کا بول بالا ہوا۔ پہلے مسلمان عیسائی ہوتے جاتے تھے مگر اب کوئی مسلمان جس نے حضرت اقدس کی کتابیں پڑھیں۔ عیسائی مذہب کو حق سمجھ کر قبول نہیں کرتا۔ پھر آپ نے اپنے پیچھے ایک جماعت چھوڑی ہے جو آپ کے مقاصد کی تکمیل کرنے والی ہے۔ اس سے بڑھکر اور کامیابی کیا ہوتی ہے۔ اب قرآن مجید کی اس آیت پر ایمان رکھنے والے بتائیں کہ اگر آپ نعوذ باللہ مفتری تھے۔ تو اسی حیوٰۃ دنیا میں ذلت کی بجائے روز افزوں عزت کیوں ہی؟ اور آپ اپنے مقصد میں ہر پہلو سے کامیاب کیوں ہوئے؟ حالانکہ قرآن مجید میں تو فرماتا ہے:۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (پارہ ۷ سورہ انعام رکوع ۳)	اور کون ظالم ہے اس سے بڑھکر جو افترا کرے اللہ پر یا اسکی آیات کو جھٹلائے وہ ایسے ظالموں کو اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں کیا کرتا۔

یہ آیت اللہ تعالیٰ نے سورہ انعام میں حضرت خاتم النبیین کی صداقت کے ثبوت میں پیش فرمائی ہے۔ چنانچہ اس سے اوپر یہ آیت ہے:۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ ۔ (پارہ ، رکوع [illegible])

جن کو کتاب کا علم دیا گیا ہے وہ اس رسول کو پہچانتے ہیں۔ جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

یعنی جیسے قرائن قویہ اور صرف ایک شہادت سے اپنے بیٹوں کی نسبت یقین رکھتے ہیں کہ یہ ہمارے ہی بیٹے ہیں۔ ایسے ہی قرائن صحیحہ اس امر کے شاہد ہیں کہ یہ رسول وہ نبی ہے۔ جو تورات استثناء میں موعود ہے۔ اور ایمان لانے کے لئے اتنا ہی کافی ہے یہ ضروری نہیں کہ ہر قسم کے شبہات دُور ہو جائیں۔ پھر ایک قوی دلیل وہ ہے کہ دیکھو مفتری کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ مگر محمد رسول اللہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو رہا ہے۔ اور ہو گا۔ اسی طرح حضرت احمدؑ قادیانی کے بارے میں یہ آیت شاہد صدق ہے کہ اگر آپ مفتری ہوتے تو مقصد میں کامیاب ہو کر فوت نہ ہوتے بلکہ اس دنیا میں ذلیل ہوتے مگر واقعات کی شہادت سے ثابت ہے کہ آپ کے ذریعہ کسرِ صلیب ہوئی اور آپ کے ہاتھ پر دین اسلام کل ادیان پر غالب ہوا۔ جیسا کہ پیشگوئی میں تھا کہ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ تمام ادیان پر دین الحق کو غالب کرے گا۔ اور اس غلبہ کے یہ معنے نہیں کہ ساری دنیا مسلمان[له] ہو جائے۔ یا سب کو لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ (دین میں زبردستی نہیں پارہ ۳ سورۃ البقرہ ع [illegible]) اور مَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (جو چاہے ایمان لائے جو چاہے انکار کرے پارہ ۱۵ سورۃ الکہف ع [illegible]) کے خلاف زبردستی مسلمان بنا لیا جائے۔ بلکہ مطلب یہ ہے۔ کہ اسلام از روئے دلائل سب مذاہب عالم پر غالب ثابت ہو۔ اور کسی کو حوصلہ نہ ہو کہ اسکے مقابل پر آئے۔ اور پھر غلبہ بھی پائے۔ اور یہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ حتیٰ کہ احمدیت کے مخالف بھی آپکے لٹریچر سے فائدہ اٹھا کر کامیاب مناظر بنے بیٹھے ہیں۔

له قرآن مجید کی آیت لَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ (پارہ ۱۲ سورہ ہود رکوع ۱۰) اور جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ۔ اور اَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ۔ (پارہ ۶ سورۃ المائدہ ع [illegible]) شاہد ہیں کہ قیامت تک یہود و نصاریٰ اور دیگر مذاہب بھی رہیں گے اور یہ سوال کہ کتنے عیسائی یا آریہ آپکے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ فضول ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سید الرسل کے ہاتھ پر سات یہودی ایمان لائے اور جن [illegible] میں محمد ثانی مبعوث ہوا۔ انہیں سے چار لاکھ انسان نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی ۱۲۔

(۴) دعوے سے پہلے کی زندگی بے لوث ہونا راستبازی کا نشان ہے۔

قُل لَّوْ شَآءَ اللّٰہُ مَا تَلَوْتُہٗ عَلَیْکُمْ وَلَآ اَدْرٰکُمْ بِہٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ۔ (پارہ ۱۱ سورہ یونس رکوع ۲)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- کہدے اگر اللہ چاہتا تو میں یہ وحی پڑھ کر نہ سُناتا۔ اور نہ اللہ تمہیں اس سے آگاہ کرتا۔ اس سے پہلے میں مدتوں تم میں رہ چکا ہوں۔ کیا تم سوچتے نہیں اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ افتراء باندھے یا اسکی آیات کو جھٹلائے۔ ایسے مجرم تو کامیاب نہیں ہوتے:

جیسے محمدؐ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی صداقت کے لئے آپ کی پہلی زندگی پیش کیگئی ہے اسی طرح ہم حضرت احمدؐ قادیانی کی وہ زندگی پیش کرتے ہیں جو دعویٰ سے پہلے گذری کہ اس میں کسی قسم کا عیب نکالو۔ بارہا اپنے اشد مخالفوں کو حضور نے چیلنج دیا مگر کسی کو عیب نکالنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ کسی خوف یا لحاظ کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اسلئے کہ فی الحقیقت آپ کی زندگی بے عیب تھی میں نے خود سیالکوٹ سنہ ۱۹۰۳ء میں جاکر بہت سے لوگوں سے ملاقات کی۔ اور مخالفین میں کہا کہ مجھے کوئی عیب آپ کی اس زندگی کا بتاؤ جو دعوے سے پہلے گذری مگر سب نے یہی کہا کہ ان دنوں میں آپ بڑے نیک اور متقی تھے۔ پھر جب میں پہلے پہلے قادیان آیا تو شرم پت اور ملاوامل اور سوم راج سے ملا۔ وہ مجھے جانتے نہ تھے۔ میں نے بڑے اصرار سے کہا کہ کوئی عیب پہلی زندگی کا بیان کرو۔ مگر سب نے متفق اللفظ یہی کہا کہ وہ زندگی نہایت پاکیزہ تھی۔ پس فقد لبثت فیکم عمرًا۔ اگر سیدنا محمدؐ رسول کی صداقت کی دلیل ہے۔ تو امامنا احمدؐ رسول کی صداقت کی دلیل کیوں نہیں؟

(۵)* جس کلام کی مثل فرد بشر نہ لاسکے وہ یقیناً من اللہ ہوتا ہے

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىہُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِہٖ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:- کیا یہ کہتے ہیں کہ یہ وحی افترا ہے۔ اعلان کردو کہ پھر تم بھی ایسی دس سورتیں بنا کر لاؤ۔ اور اپنے ساتھ خدا کے سوا جس کو بلا سکو بلالو

* اسے خدا کی وحی بتایا جائے اور پھر تحدی بھی کی جائے کہ اسکی مثل لاؤ ۱۲-

مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (پارہ ۱۲ سورہ ہود ۴/۶)

اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر جواب نہ لاسکیں تو جانو کہ یہ خدا ہی کے علم سے اُترا ہے۔ اور اسی کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ پس کیا تم مانتے ہو یا نہیں ؟

اس آیت میں سیدنا خاتم النّبیین کی صداقت کی ایک دلیل پیش کیگئی ہو۔ وہ یہ کہ جیسا کلام یہ رسول برحق پیش کرتا ہے۔ اگر یہ انسانی قوت سے ہے۔ تو پھر تم بھی آخر انسان ہو۔ سب ملکر اسکی مثل لاؤ لیکن اگر مثل نہ لاسکو تو جان لو کہ یہ خدا کے علم سے کہتا ہے جو کچھ کہتا ہے کیونکہ بشر کا مقابلہ بشر کر سکتا ہے۔ مگر خدا کا مقابلہ بشر سے نہیں ہو سکتا۔

یہی دلیل سیدنا مرزا صاحب کی صداقت کی دلیل ہو۔ آپنے مختلف کتابیں عربی میں شائع کیں اور تمام جہان کے اہل زبان علماء و فضلاء کو ان کے معارضہ کے لئے بلایا۔ مگر آج تک کوئی ایسا ماں کا بیٹا اور باپ کا سپوت نہیں نکلا۔ جو اعجاز احمدی کے قصیدہ کا جواب لکھتا یا اعجاز المسیح تفسیر الحمد کا جواب لکھتا۔ آپنے اعجاز احمدی کو ۵ دن میں ختم کیا۔ اور مخالفوں کے لئے ۲۵ روز کی مہلت مقرر کی۔ اور یہ مہلت بھی صرف یہ دکھانے کے لئے تھی کہ ان میں سے کسی کو ہمت نہیں پھر دس ہزار نقد انعام مقرر کیا مگر خدا نے سب کی فصاحت بلاغت سلب کر لی۔ اور کوئی معارضہ نہ کر سکا پھر اعجاز المسیح کے ٹائٹل پر پیشگوئی شایع فرمائی۔ مَنْ قَامَ لِلْجَوَابِ وَتَنَمَّرَ فَسَوْفَ يَرَى اَنَّهُ تَنَدَّمَ وَتَذَمَّرَ (جو شوخی سے جواب کے لئے کھڑا ہوا وہ نادم اور ہلاک ہوگا) اور یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ نہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو حوصلہ ہوا نہ کسی اور کو کہ اس کا جواب لائے۔ پھر اسی طرح اور کتابیں ہیں۔ جن کا جواب آج تک نہیں۔ پس جب یہ دلیل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل ہے۔ تو یہی دلیل اس صورت میں حضرت احمدؑ کی صداقت کی کیوں نہیں بن سکتی نادان مسلمان کہلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شکسپیر کے کلام کی مثل بھی کوئی نہیں لاسکا۔ بعض جانوروں کی بولیوں کی نقل نہیں وغیر ذالک۔ ان بے وقوفوں کو سوچنا چاہیئے۔ کہ وہ کس پر اعتراض کر رہے ہیں۔ قرآن مجید پر یا حضرت اقدس پر جو جواب قرآن مجید پر اعتراض کی صورت میں

دیا جائیگا۔ وہی حضرت اقدس پر اعتراض کی صورت میں ہماری طرف سے سمجھا جائے۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ فصاحت و بلاغت تو کسی مذہب کی حقانیت کی دلیل نہیں۔ میں کہتا ہوں ایسے معترضوں کو پہلے اپنی تفاسیر دیکھنی چاہئیں کہ وہ کیوں فاتوا بسورۃ من مثلہ میں فصاحت کو دلیل حقانیت ٹھہراتے رہے ہیں۔ اور ہم تو صرف فصاحت کو پیش نہیں کرتے۔ بلکہ اخبار بالغیب ہیں ہدایت ہیں غرض ہر بات میں اس کلام کو اعجاز ٹھہراتے ہیں۔ باقی رہا یہ کہنا کہ علماء اس طرف متوجہ نہیں ہوئے ورنہ وہ اگر چاہیں۔ تو مثل لاسکتے ہیں تو یہ کوئی نیا قول نہیں۔ قرآن مجید کا معارضہ نہ کرسکنے پر بھی منکرین نے یہی کہا تھا۔ ملاحظہ ہو آیت :۔

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ (پارہ ۹ سورۃ انفال رکوع ۴)

اور جب ان پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ تو کہتے ہیں ہمنے سن لیا۔ اگر ہم چاہتے تو ہم بھی اس کی مثل لاسکتے ہیں۔ اس میں ہے ہی کیا اگلوں کے فسانے ہ

پس اگر یہ کہنے سے کہ اگر ہم چاہیں تو اس کی مثل لاسکتے ہیں کسی کلام کا معارضہ ہوجاتا ہے اور کسی مدعی کا دعویٰ باطل تو خیر ورنہ مثل نہ لاسکنے کی وجہ سے قرآن کو اعجاز اور منجانب اللہ ماننے کی صورت میں یہ بھی ایمان لانا پڑے گا کہ احمدؐ قادیانی کو بھی یہ معجزہ دیا گیا۔ اور ان کی وحی بھی سچی اور منجانب اللہ تھی۔ صرف کسی کلام میں غلطیاں دکھانے سے یا کوئی فقرہ کسی پرانی کتاب سے نکالکر دکھا دینے سے کوئی عہدہ برآ نہیں ہوسکتا کیونکہ میں قرآن مجید پر اس قسم کے اعتراض پادریوں کے دیکھ چکا ہوں۔ اور آریوں کے خصوصاً مسافر آگرہ میں ہر ہفتہ پڑھتا رہا ہوں۔ پادری بھی یہی کہتے ہیں کہ قرآن مجید کتب سابقہ سے ماخوذ ہے۔ بلکہ انہوں نے پچھلی کتابوں اور تحریروں کے حوالے بھی دیئے ہیں۔ پھر اس کی آیتوں کے فقرے جاہلیت کے شعراء کے کلام میں دکھائے ہیں کہ وہاں سے لئے گئے ہیں۔ پھر اس کی صرفی نحوی غلطیاں بزعم خود نکالی ہیں۔ اگر ایسے اعتراضوں سے قرآن مجید کے اعجاز پر کوئی حرف نہیں آیا تو احمدؐ کی کتابوں پر بھی محض اتنی وجہ سے (جسکے جواب بھی ہمارے پاس موجود ہیں) کوئی حرف نہیں آسکتا۔ اور یہ کہنا کہ اگر کوئی اور کلام بھی ایسی ہوسکتی ہے جسکی مثل نہ لائی جاسکے۔ تو قرآن مجید کا اعجاز باطل ہوتا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ یہ کمال بھی ایسی

نبوت محمدیہ کا ہے۔ جو پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوئی۔ کوئی علیحدہ یا مستقل نبوت نہیں۔ بلکہ محمد رسول اللہ ہی کی بعثت ثانی ہے۔ اور اسی خدا کی طرف سے ہے۔ جس خدا کی طرف سے پہلے یہ تحدی کی گئی تھی ۔

(۶) ظلمات سے نور کی طرف لیجانے والا ہادی برحق ہے۔

خدائے تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ٥ (پارہ ۱۳ سورہ ابراہیم رکوع ۱)

اور ہم نے موسیٰ کو اپنے نشانوں کے ساتھ بھیجا یہ کہ اپنی قوم کو ظلمات سے نور کی طرف نکالکر لائے اور انہیں ایام اللہ یاد کرائے۔ اس میں ہر صبر و شکر والے کے لئے نشانات ہیں ۔

اس آیت میں سچے مرسل کی بعثت کی غرض اور اس کا یہ نشان بتایا ہے کہ وہ ظلمات سے نکالکر نور کی طرف لاتا ہے۔ پس جو شخص اپنے دعوی رسالت کے بعد یہ غرض پوری کرے وہ خدا کا سچا فرستادہ ہوگا ۔

حضرت اقدس مرزا صاحب نے دعوی نبوت و رسالت کیا۔ اور اسکے بعد اپنے ماننے والوں کو مختلف قسم کی ظلمتوں سے نکالا ۔

ازانجملہ ایک یہ کہ مسیح بن مریم کو آسمان پر بجسدہ العنصری زندہ لایزوال ولایحول مُردوں کو زندہ کرنے والا سمجھتے تھے۔ آپ نے ہمیں اس شرک کی ظلمت سے نکالا کہ ایسا عقیدہ قرآن شریف کی آیات کے خلاف تھا انسانوں کی نسبت تو اس کا ارشاد ہے۔ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ (پارہ ۸ سورہ الاعراف رکوع ۲) اور فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ (الاعراف رکوع ۲) (یعنی یہی زمین تمہاری جائے قرار ہے اسی میں تم زندہ رہوگے) اور پھر یہ فرماکر اِنَّهٗ هُوَ يُحْيِي الْمَوْتٰى ( ) اور وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (پارہ ۱۸ المؤمنون ع ۶) اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ۔ (پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء رکوع ۷) یہ بھی سمجھا دیا کہ اللہ ہی مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ اور مُردے واپس نہیں آیا کرتے۔ بلکہ قیامت تک ان کے آگے پردہ ہے۔ پس اس کے خلاف عقیدہ ایک ظلمت تھی جس سے آپ نے ہمیں نکالا پھر عیسیٰ بن مریم کی نسبت کہا جاتا تھا کہ بعض پرندے انہوں نے بنائے۔ آپ نے قرآن مجید کی آیت

اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ

(پارہ ۱۳ سورۃ الرعد رکوع ۲/۸)

کیا انہوں نے اللہ کے شریک ٹھرائے ہیں کہ وہ بھی پیدا کرتے ہیں۔ اللہ کی مخلوق کی طرح۔ اور اب مخلوقات کے بارے میں شبہ واقع ہو گیا ہے۔ کہدو کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہ اس صفت میں یگانہ اور زبردست ہے۔ ایسے کسی معاون و مددگار کی ضرورت نہیں۔

اسکی طرف متوجہ کرکے ہمیں اس ظلمت سے بھی نکالا۔ اور ہم سمجھ گئے کہ مسیح کے خلق کے یہ معنی نہیں

پھر تیسری ظلمت یہ تھی کہ لوگوں نے اللہ کی قدر نہ پہچانی۔ اور معجزاتِ انبیاء کو ایک کہانی سمجھنے لگے۔ آپ کے ہاتھ پر اسقدر نشانات و معجزات ظاہر ہوئے کہ وہ اگر ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو انکی بھی اس سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ اور ہر ایک کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ معجزاتِ انبیاء برحق ہیں کیونکہ اب بھی ان کا دکھانے والا موجود ہے۔

پھر چوتھی ظلمت یہ تھی کہ زبان سے خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مانتے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اب کوئی شریعت نہیں مگر عملی طور پر وصول الی اللہ کے نئے نئے طریقے نئے نئے وظائف نکال رکھے تھے۔ جو اب پیروں کے ذریعے مریدوں کو تلقین کئے جاتے ہیں۔ آپ نے اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ اور وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ (پارہ ۳۔ سورہ آل عمران رکوع ۲/۱۰) جو اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے گا وہ مقبول نہیں۔ کی طرف توجہ دلاکر بتادیا کہ شریعت کامل ہو چکی اور نعمت پوری۔ بس کوئی طریق وصول الی اللہ کا ایسا نہیں ہو سکتا ہے۔ جسپر خود نبی کریم یا صحابہ کرام عمل پیرا نہ تھے۔ پھر آپ نے اپنے مریدوں کو محض شریعتِ اسلام کے ذریعے وہ برکات دلوا کر (جن کے حصول کے لئے لوگ مختلف وظائف پڑھتے۔ اور اعمال غیر مشروع کرتے) ثابت کر دیا کہ یہ ایک ظلمت تھی۔ جسمیں بڑے بڑے صوفی اور عالم کہلانیوالے گرفتار تھے۔

پانچویں ظلمت یہ تھی کہ اغیار بھی کہتے۔ اور اپنے بھی یہ سمجھتے کہ اسلام بذریعہ شمشیر پھیلا۔ آپ نے قرآن مجید اور واقعات سے ثابت کیا کہ اسلام بذریعہ شمشیر نہیں پھیلا۔ پھر خود بذریعہ دلائل

تمام مذاہب پر غلبہ حاصل کر کے یہ امر روزِ روشن کی طرح دکھا دیا کہ اسلام کو بزور شمشیر پھیلانے کی ضرورت نہیں ؛

چھٹی ظلمت یہ تھی کہ مسلمانوں کا کلمہ بوجہ کسی مرکز نہ ہونے کے متفرق تھا۔ آپ نے ایک مرکز قائم کیا۔ اور اس میں وہی برکات ہیں۔ جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں خیر القرون میں پائے جاتے تھے پس مسلمان ظلمت میں تھے۔ انہیں کچھ سوجھتا نہیں تھا۔ وہ نور میں آ گئے۔ اور اب ان کو ترقی کی راہیں صاف نظر آ رہی ہیں ؛

ساتویں ظلمت یہ تھی کہ مسلمانوں کا کوئی امام نہ تھا اور حدیث شریف میں ہے :۔

مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اَمَامَ زَمَانِہٖ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً ۔	جو مر گیا۔ اور اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانا۔ وہ جاہلیت کی موت مر گیا ؛

آپ ہی کے وجود باجود کی طفیل ہم اس جاہلیت کی موت سے بچ گئے۔ اور زندگی پائی۔ ہم ظلمات میں تھے۔ اس روحانیت کے بدر نے ہمیں سیدھی راہ دکھائی۔ پھر حضور ہی نے ہم سے گورنمنٹ کی وفاداری و اطاعت اولی الامر منکم کی ماتحت اخلاص سے کرائی۔ اور یہ امر شرائط بیعت میں داخل کیا۔ اور الحمد للہ کہ ہم نفاق سے نہیں۔ بلکہ اپنا مذہبی فرض سمجھ کر اپنے بادشاہ کے وفادار اور فرمانبردار ہیں ؛

عذاب سے آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کا محفوظ رہنا نشان صداقت ہے۔

اللہ تعالےٰ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فرمانے کے بعد ارشاد کرتا ہے :۔

فَاَخَذَ ھُمُ الطُّوْفَانُ وَھُمْ ظٰلِمُوْنَ فَاَنْجَیْنٰہُ وَاَصْحٰبَ السَّفِیْنَۃِ وَجَعَلْنٰھَا اٰیَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ (پارہ ۲۰۔ سورہ العنکبوت ع۱۲)	پس ان کو آ پکڑا طوفان نے۔ اور وہ نافرمان تھے پھر ہم نے نوح کو اور کشتی والوں کو نجات دی۔ اور یہ بات ہم نے تمام جہان کے لئے نشان ٹھہرائی ؛

طوفان سے کشتی پر سوار ہونے والوں کا بچ جانا۔ اللہ تعالیٰ نے صداقت کا ثبوت بتایا ہے۔ حالانکہ کشتی پانی کے طوفان سے بچانے کے لئے اسباب عادیہ میں سے ایک سبب ہے۔ تو پھر طاعون جسے تمام لوگ اب تھک کر عذاب الٰہی تسلیم کرتے ہیں۔ اسکے بارے میں :۔

اوّل یہ اعلان ۶ فروری ۱۸۹۸ء کو کہ ملائکہ طاعون کے پودے لگا رہے ہیں۔ اور عنقریب

اس ملک میں پھیلیگا ٭

دوم یہ کہ اِنِّی اُحَافِظُکَ خَاصَّۃً۔ میں خصوصیت سے تجھے اس طاعون سے محفوظ رکھونگا۔

سوم یہ کہ اِنَّہٗ اوی القریۃ لولا الاکرام لھلک المقام۔ وہ خدا اس بستی قادیان کو خوفناک تباہی یعنی طاعون جارف سے بچالیگا۔ اگر تیرا اے مسیح موعود اکرام نہ ہو۔ تو یہ مقام ہلاکت کے قابل ہے۔ (الہام دافع البلاء سنہ ۱۹۰۲ء)

چہارم یہ کہ اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار۔ میں ان سب کی حفاظت کرونگا۔ طاعون سے جو تیری چار دیواری کے اندر ہیں۔ (الہام۔ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء)

پنجم۔ اگر اور کوئی ان مذکورہ بالا دعوؤں میں سے کوئی دعویٰ کریگا۔ اور یہ شائع کریگا کہ میں اسے افترا سمجھتا ہوں۔ ولعنۃ اللہ علےٰ من کذب وافتریٰ۔ تو وہ آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہوگا۔ (بدر سنہ ۱۹۰۷ء)

ششم۔ یہ کہ اس طاعون کے ذریعہ احمدی بڑھینگے۔ غیر احمدی گھٹینگے۔ اور ہر مقام پر احمدیوں اور غیر احمدیوں میں ایک امتیاز رہے گا ٭

یہ چھ زبردست امور کیوں اٰیۃ للعلمین نہیں۔ کیا کوئی چار دیواری طاعون سے بچانے کے لئے اسباب عادیہ میں سے ہوسکتی ہے؟ جب یہ بات اسباب عادیہ میں سے بھی نہیں۔ اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ طاعون سے بستیوں کی بستیاں ویران ہوگئیں۔ مگر آپ اور آپ کی چار دیواری کے رہنے والے حسب وعدہ آلہی قطعاً محفوظ رہے[1]۔ قادیان میں حسب پیشگوئی خوفناک تباہی نہ آئی۔ اور ہر مقام پر احمدی غیر احمدیوں سے نسبتاً محفوظ رہے۔ اور جیسے جنگ بطور عذاب تھا۔ اور اس میں صحابہ بھی شہید ہوئے۔ مگر جنگ کا نتیجہ یہ نکلا کہ صحابہ بڑھتے گئے اور صحابہ کا زور گھٹ گیا۔ اسی طرح ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ گو بعض احمدی طاعون سے شہید ہوئے

[1] اس گھر کا اللہ نے ایسا احترام فرمایا کہ کوئی چوہا بھی نہ مرا۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کو ایک بار گمان غالب ہوا کہ مجھے طاعون ہوگیا چونکہ مولوی صاحب دار کے اندر رہتے تھے۔ حضور نے فرمایا اگر آپ کو طاعون ہوگیا تو میرا سلسلہ جھوٹا ہے یہ کہکر ہاتھ لگایا تو یا تو بخار ہی ہلکے رہے تھے یا بدن بالکل ٹھنڈا ہوگیا اور صحت پائی۔

مگر جماعت نے برابر ترقی کی۔ اور غیر احمدیوں سے نکل کر اس پاک جماعت میں لوگ داخل ہوتے گئے۔ اور یہی کسی مُرسل کی صداقت کا نشان ہے۔ جیسا کہ فرمایا:۔ اِنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُھَا مِنْ اَطْرَافِھَا اَفَھُمُ الْغَالِبُوْنَ ۝ (پارہ ۱۷۔ سورۃ الانبیاء رکوع ۴) ہم زمین اس کے اطراف سے دبائے چلے آتے ہیں۔ یعنی اُمراء۔ غرباء۔ علماء اور ان کے متبعین دونو قسم کے لوگ سلسلہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔ اور سلسلہ سے کوئی قابل ذکر تعداد نکل کر ان مخالفوں کی تعداد نہیں بڑھا رہی۔ پس وہ کیونکر غالب ہو سکتے ہیں۔

پس اگر طوفان سے کشتئ نوح کا سلامت نکل جانا آیۃ للعالمین ہے۔ تو طاعون کے ذریعہ اس زمانہ کے نوح کے بارہ میں چھ زبردست نشانوں کا پورا ہونا اور آپ کی کشتی (چار دیواری) کا سلامت نکل جانا یقیناً اٰیَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور آپکی صداقت کا زبردست ثبوت ہے ؎

الموت کی تمنا کرنے کے بعد کامیاب زندگی صداقت کا نشان ہے

اللہ تعالیٰ یہودیوں سے خطاب فرماتا ہے:۔

اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ اَوْلِیَاءُ لِلّٰہِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ وَلَا یَتَمَنَّوْنَہٗ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْھِمْ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝

(پارہ ۲۸۔ سورہ جمعہ رکوع ۱۱/۲)

اگر تمہارا زعم ہے کہ تمام آدمیوں کو چھوڑ کر تم ہی اللہ کے اولیاء ہو تو الموت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔ اور یہ ہرگز اپنی کرتوتوں کی وجہ سے تمنا نہیں کرینگے۔ اور اللہ ان ظالموں کو جانتا ہے ؎

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کسی کے صدق کی یہ علامت ٹھہرائی ہے کہ وہ الموت کی تمنا کرے جسکی کئی صورتیں ہیں۔ مثلاً یہ کہ اپنے لئے ان الفاظ میں بددعا کرے کہ اگر میں دیدہ و دانستہ جھوٹ اختیار کر رہا ہوں تو ہلاک و تباہ ہو جاؤں (۲) اپنے مدمقابل کو بُلا کر دونو خدا سے لعنت اللہ علے الکاذبین کی دعا کریں کہ جو جھوٹا اور ظالم ہے وہ تباہ ہو (۳) جنگ یا عذاب کے نازل ہونے کی دعا کرے تاکہ اس سے ظالموں کی تباہی ہو۔ (۴) لوگ اسکی موت کی دعائیں کریں۔ یا اس کے مارنے کی جملہ تدابیر عمل میں لائیں۔ اور وہ مدعی ہو کہ میں اپنی طبعی موت سے اپنا

کام پورا کر کے فوت ہوں گا جو باوجود مقابلہ پر بلایا جانے کے ایسا نکرے۔ وہ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ ظالم ہے۔ اور ظالم وہ جو اَوْ كَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَاءَهٗ (پارہ ۲۵۔ رکوع ۱) کے مطابق صدق کی تکذیب کرتا ہو یا خود افترار پرداز ہو ؂

حضرت اقدس اس معیار پر بھی صادق ثابت ہوتے ہیں۔

اپنے حق میں بد دُعا

چنانچہ آپ نے بارہا اپنے حق میں بد دعا شائع کی۔ کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو تباہ ہو جاؤں۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل اشعار سے ثابت ہے؂

گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر گر تو دیدستی کہ ہستم بد گہر
پارہ پارہ کن منِ بدکار را شاد کُن ایں زمرۂ اغیار را
آتش افشاں بر در و دیوار من دشمنم باش و تبہ کُن کارِ من

کیا کسی جھوٹے مفتری کو یا معمولی انسان کو جرأت ہو سکتی ہے کہ ایسی کپکپی لگا دینے والی دعا مانگے اس دعا کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کے در و دیوار پر رحمت برستی ہے۔ اور آپ کے کام میں اور بھی رونق آجاتی ہے

عُلماء کو مباہلہ کا چیلنج

پھر آپ نے تمام علماء، فضلاء، فقراء کو نام بنام مباہلہ کے لئے پکارا مگر کوئی سامنے نہ آیا۔ چنانچہ آپ انجام آتھم صد۶۶ میں آپ نام لکھ کر فرماتے ہیں۔ اگر کوئی ان میں سے مباہلہ کرے تو میں یہ دعا کروں گا کہ ان میں سے کوئی اندھا کوئی مفلوج کوئی دیوانہ کسی کی موت سانپ کاٹنے سے ہو۔ کوئی بے وقت موت سے مرے کوئی بے عزت ہو کسی کو مال کا نقصان پہنچے"

جب مباہلہ پر کوئی نہ آیا۔ تو بھی ان ۵۲ میں سے اکثر انہی امراض سے آپ کی زندگی میں یا مر گئے یا ان بلیات میں گرفتار ہو گئے ؂

عذاب کی دُعا ظالموں کی ہلاکت

پھر آپ فرماتے ہیں ؎ فَلَمَّا طَغَى الْفِسْقُ الْمُبِيْدُ بِسَيْلِهٖ تَمَنَّيْتُ لَوْ كَانَ الْوَبَاءُ مُتَبِّرٌ (جب نافرمانی کا سیلاب حد سے بڑھ چلا تو میں نے تباہ کن وبا کی دُعا کی) اس کے بعد طاعون کا زور ہوا۔ اور آپ کے مخالف ہلاک ہوئے اور جیسا کہ آپ نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ اور آپ اور آپ کی چار دیواری کے اندر رہنے والے محفوظ رہے اور آپ کی جماعت نے اس سے ترقی کی ؂

لوگوں کا موت کی دُعائیں کرنا

پھر آپ نے اپنی وحی الٰہی کو شائع فرمایا ہے کہ ثمانین حولًا

او قریباً من ذالک۔ تیری عمر اسی برس سے پانچ چھ برس کم ہوگی (دیکھو براہین احمدیہ حصہ پنجم) اور فرمایا:۔ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔ اللہ تجھ کو لوگوں کے حملہ سے بچائیگا۔ اور یہ وحی تو براہین احمدیہ ہی میں چھاپ دی کہ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ (اے عیسیٰ میں تجھے طبعی موت سے مارنے والا اور تجھے کامیاب کر کے اپنے حضور بُلانے والا ہوں) پھر آپ کے مخالف ہزاروں عامل اور سیفی خوان تھے۔ ہزاروں فقر کا دعویٰ کرنیوالے اولیائی کا دم بھرنے والے تھے۔ اور پھر ایسے بھی تھے۔ جنہوں نے قتل کا فتویٰ دیا۔ اور سینکڑوں ایسے جو آپ کو مار دینا کار ثواب سمجھتے۔ مگر آپ اُسوقت تک فوت نہ ہوئے۔ جب تک کہ حسب وحی آلہی عمر ۷۴ سال نہ ہوگئی۔ اور آپ اپنا کام پورا نہ کر چکے۔ بیسیوں ڈاکے پڑتے اور آئے دن قتل ہوتے ہیں مگر کیا وجہ ہے کہ ایک شخص اپنے اردگرد کوئی پہرہ نہ رکھنے (مارنیوالے تو پہروں کے اندر بھی مار جاتے ہیں) اور یہ اعلان کرنے کے باوجود کہ طبعی موت سے کامیاب مرنا میرے صدق کی علامت ہے۔ اپنے سخت مخالفوں میں زندہ رہتا ہے۔ اگر یہ بات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے دلیل صدق تھی۔ تو احمد نبی اللہ کے لئے بھی دلیل صدق ہے۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ عرب یا کابل میں جاتے تو پھر اس الہام کی قدر معلوم ہوتی۔ ہم کہتے ہیں یہاں ہندوستان میں قتل نہیں ہوتے۔ اور کیا مارنے والوں نے حضرت عمرؓ کو باوجود انکی سلطنت کے نہیں مار دیا تھا۔ اور خود کسی مُصیبت میں پھنسنا اور اپنے آپ کو آزمائش میں ڈالنا تو شریعت میں منع ہے۔ پھر ایسا کہنے والا حضرت مسیح سے ایک اور مماثلت آپ کی پوری کرتا ہے۔ کیونکہ انہیں بھی شیطان نے کہا تھا۔ اگر تو سچا ہے تو پہاڑ سے اپنے آپ کو نیچے گرا۔ پس مردان خدا خود بلا کے منہ میں نہیں جاتے۔

غرض ہر چہار طریق سے آپ کی صداقت ثابت ہے:۔

کثرت سے اُمور غیبیہ کا اظہار دلیل صداقت ہے!

اللہ تعالےٰ اپنے کلام مجید میں ارشاد فرماتا ہے:۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّہٗ یَسْلُکُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ رَصَدًا۔ (پارہ ۲۹ سورہ الجن رکوع ۲/۱۲)

وہ اللہ غیب کا جاننے والا وہ اپنے غیب پر کسی کو سوائے برگزیدہ رسُولوں کے مطلع نہیں کرتا۔ اور اس کے آگے پیچھے فرشتوں کا پہرہ ہوتا ہے۔

اِس آیت میں خدا نے یہ بتایا ہے کہ نبی و رسول کس کو کہتے ہیں۔ اور ایک نبی اور غیر نبی میں کیا مابہ الامتیاز ہوتا ہے۔ نبی اس کو کہتے ہیں جسے کثرت سے اُمورِ غیبیہ پر اطلاع دی جائے۔ اور وہ اطلاع اہم اُمور پر مشتمل ہو۔ اور اس زمانہ میں اسکی نظیر نہ پائی جائے۔ سو اس معیار پر ہم حضرت اقدس کی صداقت کو دیکھتے ہیں تو ثابت ہے۔ کیونکہ آپ کو اُمورِ غیبیہ سے اس کثرت سے اطلاع دیگئی کہ اُمتِ محمدیہ کے کسی مجدد و کسی ولی کسی غوث قطب میں اسکی نظیر نہیں پائی جاتی۔ بلکہ آپ اِس امر میں کئی نبیوں سے بڑھ کر ہیں۔ بہت سی پیشگوئیوں کا ذکر مضمون کے پچھلے حصے میں مختلف طور پر آچکا ہے یہاں میں چند اور مختصراً بیان کر دیتا ہوں :-

۱- ہر مذہب کے قائم مقام اور زعیم کی موت جو آپ کے مقابل پر آیا۔ لیکھرام۔ ڈوئی۔ آتھم۔ غلام دستگیر محمد لکھوکے والا۔ فقیر مرزا۔ رُسل بابا۔ مولوی اسمٰعیل علی گڑھی۔ عبد القادر طالب پوری ابو الحسن سیالکوٹی۔

۲- ہر اس شخص کی موت جس نے آپ سے مباہلہ کیا یا جس کی ہلاکت کی بددُعا آپ نے کی۔ اور زندہ رہنے کو دلیل صدق ٹھہرایا۔ مثلاً چراغ الدین جمونی نے ایک دعا شائع کی۔ جسے پڑھ کر انسان کانپ جاتا ہے۔ آپ نے اس کے متعلق الہام شائع کیا۔ انی اذیب من یریب (میں فنا کر دونگا میں غارت کر دوں گا۔ دافع البلاء صفحہ ۲۳) سو ۴- اپریل سنہ ۱۹۰۶ء کو مع اپنے دونوں بیٹوں کے ہلاک ہُوا۔ (۲) الٰہی بخش اکونٹنٹ جسکے بارے میں ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء کو ایک الہام شائع فرمایا۔ ایک مُوسیٰ ہی میں اسکو ظاہر کر دونگا۔ اور لوگوں کے سامنے اس کو عزت دُوں گا پر جس نے میرا گناہ کیا۔ میں اُسکو گھسیٹوں گا۔ اور اسکو دوزخ دکھلاؤں گا۔ میری نشان روشن ہو جائینگے۔ میرا دشمن ہلاک ہوگیا۔ سو وہ ۷- اپریل سنہ ۶ ۶ بجے شام طاعونی موت سے فوت ہُوا۔ (۳) قادیان کے آریوں کا زور تھا۔ مقابل پر سکول بنایا۔ اخبار نکالا۔ سماج قائم کی۔ آخر میں آپ نے "قادیان کے آریہ اور ہم" رسالہ شائع کیا۔ اور اسکے ٹائٹل پر یہ شعر ہے

میرے مالک تو ان کو خود سمجھا ✲ آسماں سے پھر اِک نشان دکھلا

اِسکے بعد تمام وہ جو ایسی تحریکات کے حامی تھے۔ اور مقابلہ کرنے میں پُر جوش۔ طاعون سے فوت ہو گئے۔ سو مراج۔ اچھر چند وغیرہما۔ اب کوئی مقابل پر نہیں۔ (۴) مولوی ثناء اللہ

امرتسری نے البتہ آپ کی دعا پڑھ کر لکھا تھا کہ یہ فیصلہ مجھے منظور نہیں۔ اور حواشی پر چھاپا کہ زیادہ عمر تو گمراہوں اور جھوٹوں کو دیجاتی ہے۔ سو خدا نے اسکے ساتھ اسی معیار پر معاملہ کیا اور جو فتوے اس نے اپنے لئے اپنے ہاتھوں سے تیار کیا۔ اس کا مصداق اُسے بنا دیا۔ (۵) سعد اللہ نو مسلم لودھیانوی کی نسبت انوار الاسلام مطبوعہ ۱۸۹۴ء میں الہام شائع فرمایا۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ اور انجام آتھم میں شائع فرمایا۔ فلست بصادق ان لم تمت بالخزی۔ چنانچہ وہ آپ کی زندگی میں جنوری ۱۹۰۷ء کو نمونیا اور پلیگ سے ابتر فوت ہوا (۶) ایک شخص کی طرف سے مقدمہ فوجداری کی اطلاع الہاماً شائع کی۔ چنانچہ کئی سال بعد مقدمہ دائر ہوا۔ اور مقدمہ بھی ان واقعات کی بناء پر ہوا۔ جو اس رؤیاء کے بعد پیدا ہوئے۔ پھر آپنے مواہب الرحمٰن میں شائع فرمایا۔ دیکھو صفحہ ۱۲۹۔ ونجیت ان آخر امری نجات بفضل رب العلمین۔ ولو بعد حین۔ وبشرت ان البلاء یرد علی عدوی الکذاب المھین چنانچہ اس کے مطابق اور اپنے الہام مورخہ ۲۹ رجون ۱۹۰۳ء ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون کے مطابق آپنے تمام مقدمات سے نجات پائی۔ اور آپ عنداللہ متقی اور محسن ثابت ہوئے۔ اور اسی دشمن کو ایک مقدمہ میں سزا ہو گئی۔ اور آپنے الفاظ لئیم وغیرہ جو اس کے لئے لکھے تھے وہ عدالت میں جائز تسلیم کئے گئے۔ یہ کہنا کہ مقدمات میں کئی فتحیاب ہوتے ہیں نادانی ہے۔ جنگوں میں بھی کئی فتحیاب ہوتے ہیں۔ مگر اپنی کامیابی کی قبل از وقت تحدی سے اطلاع دینا اُسے نشان بنا دیتی ہے ؎

۳۔ طاعون کے متعلق پیچھے مفصل گذر چکا۔ کیونکہ آپنے اسکے پھیلنے پھر اپنے اور چار دیواری کے اندر رہنے والوں اور احمدیوں کے نسبتاً محفوظ رہنے کی خبر دی ؎

۴۔ آپنے ایک الہام شائع فرمایا۔ زلزلہ کا دھکا۔ اور پہلے آمین ۱۹۰۲ء میں شائع ہو چکا تھا کہ

کھڑی ہے سر پر ایسی ایک ساعت ✻ کہ یاد آجائے گی جس سے قیامت۔

اور براہین احمدیہ میں الہام چھپ چکا تھا۔ فلما تجلّٰی ربہ للجبل جعلہ دکا دگا۔ (خدا کی تجلی پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دے گی۔ پھر آپنے اشتہار شائع فرمایا۔ موتا موتی لگ رہی ہے، اور مجھ کو الہام ہوا ہے۔ عفت الدیار محلھا و مقامھا۔ کہ ایک خاص علاقہ میں تباہی نازل

ہوگی۔ سواس کے مطابق ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو شدید زلزلہ آیا۔ جس سے کانگڑہ کا علاقہ تباہ ہوگیا۔ وہ مندر بھی گر گیا جو سولہ سو سال سے محفوظ چلا آتا تھا۔ اس کے بعد آپ کو الہام ہوا پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ تو ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کو پھر شدید دھکہ زلزلہ کا لگا۔ پھر آپ نے متواتر اشتہار شائع کئے کہ ابھی زلزلے آنیوالے ہیں۔ چنانچہ اسکے مطابق سانفرانسسکو۔ فارموسا۔ چلی میں خوفناک زلزلے آئے۔ اور ابھی پچھلے سال کا ذکر ہے کہ اٹلی میں سخت زلزلہ آیا۔ جیسے ہندوستان میں کانگڑہ کی سرزمین پر تباہی آئی کہ وہ شرک گڑھ ہے اسی طرح اٹلی میں جہاں پوپ رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی وحدانیت اور قہاریت اور یگانہ قادر معبود ہونے کا ثبوت دیا۔ پھر وقت اب نزدیک آیا کھڑا سیلاب ہے کے مطابق پیرس میں تباہی آئی۔ اور الہام زلزلہ در گور نظامی فگند کے مطابق موسیٰ ندی نے علاقہ نظام حیدر آباد میں تمام شہر کو تباہ کر دیا۔ پھر اسی سیلاب نے گورداسپور میں اور پھر اس سال لکھنؤ کو جس طور پر تباہ کیا ہے۔ وہ اس ملک کے رہنے والے خوب جانتے ہیں۔ اٹھارہ ہزار مکانات مسمار ہوئے۔ اسی ہزار خانمان برباد۔ ۴۰ جانیں تلف۔ جونپور کا ۳/۴ حصہ پانی میں ڈوبا رہا۔ چین کے علاقہ کوانگ ٹنگ میں سیلاب آیا۔ دس ہزار آدمی غرق ہوئے۔ ۵۰ تجارتی کوٹھیاں۔ آسام و برہما میں اس سے بڑھ کر سیلاب کی آفت آئی۔ ساٹھ ہزار آدمی بے خانمان ہوئے پھر بنگال میں سیلاب آیا۔ جس کا زور نرائن گنج تک پہونچا ؎

۵۔ آپ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو یہ اشعار لکھے اور چھپوائے:۔

اِک نشان ہے آنیوالا آج سے کچھ دن کے بعد — جس سے گردش کھائینگے دیہات و شہر اور مرغزار
آئیگا قہرِ خدا سے خلق پر اِک انقلاب — اِک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائینگے — کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اک جھپک میں یہ زمین ہو جائیگی زیر و زبر — نالیاں خوں کی چلینگی جیسے آبِ رودبار
ہوش اُڑ جائینگے انساں کے پرندوں کے حواس — بھولینگے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار
خون سے مُردوں کے کوہستان کے آبِ رواں — سُرخ ہو جائینگے جیسے ہو شرابِ انجبار
اِک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشان — آسماں حملے کریگا کھینچ کر اپنی کٹار

ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہ ناشناس اسپہ ہے میری سچائی کا سبھی دارومدار
وحی حق کی بات ہے ، ہو کر رہیگی بے خطا کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی اور بردبار

لفظ زلزلہ پر آپنے یہ حاشیہ لکھا ہے " خدا تعالیٰ کی وحی میں زلزلہ کا لفظ بار بار ہے × × × لیکن میں ابھی تک اس زلزلہ کے لفظ کو قطعی یقین کے ساتھ ظاہر پر جما نہیں سکتا ممکن ہے کہ یہ معمولی زلزلہ نہ ہو بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نمونہ دکھلاوے جسکی نظیر کبھی اس زمانہ میں نہ دیکھی ہو۔ اور جانوں اور عمارتوں پر سخت تباہی آوے " اب ان اشعار اور اس تشریح کو زیر نظر رکھ کر موجودہ واقعات جنگ پر نظر کرو۔ کہ آیا یہ وہی زلزلہ ہے یا نہیں جسکی خبر خدا کے مُرسل نے نو سال پہلے دی۔ جبکہ اس جنگ کا سان گمان بھی نہ تھا جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے۔ کہ جب جرمنی نے حملہ کیا تو اتحادی سلطنتیں تیار بھی نہ تھیں۔ کیونکہ ان کا ارادہ کسی جنگ کا نہ تھا۔ جرمنی نے خواہ مخواہ امن میں خلل ڈالا۔ پھر کیا اک انقلاب آیا یا نہیں؟ جس سے زمین زیر و زبر ہو گئی۔ کیا جہاں ۳۰ - ۳۰ من گولہ پڑتا ہے۔ انسانوں اور پرندوں کے حواس اُڑتے ہیں یا نہیں؟ اور کوہستان میں خون کی نالیاں چل رہی ہیں یا نہیں؟ اور فوجوں کی مارچ اور جنگ کی وجہ سے دیہات گروش کھا رہے ہیں یا نہیں؟ ہر مسافر پر وہ گھڑی سخت ہے یا نہیں؟ راہ کو بھولے یا نہیں؟ بلجیئم اور سرویا اور دیگر مقامات پر جا کر دیکھو کہ رات جو بزنگ یاسمن پوشاکیں رکھتے تھے۔ صبح نے انہیں مثل درختان چنار کیا یا نہیں۔ اور آیا اس کے خوف سے جنّ و انس و مسیح اور شریف امیر و غریب مضمحل ہو گئے یا نہیں؟

پس اگر ذرا بھی خدا کا خوف ہے۔ تو یہی ایک ربانی نشان جو قہر کا نمونہ ہے۔ خدا کے فرستادہ کی صداقت پر ایمان لانے کا کافی محرک ہے ؁

۶۔ آپنے سُلطان روم ترکی سلطنت کی نسبت شائع فرمایا کہ اسکے ارکان کی حالت اچھی نہیں اور انجام بخیر نہیں۔ اور ترکی گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے دھاگے ہیں جو وقت پر ٹوٹنے والے ہیں۔ اسوقت مسلمانوں نے آپ کی سخت مخالفت کی۔ کیونکہ انکی نظر ظاہر پر تھی۔ مگر چند سالوں کے بعد جیسا کہ خدا کے مامور نے اطلاع دی تھی۔ انہی ارکان نے سلطان کو معزول کر دیا۔ اور پھر ترکی گورنمنٹ کا زوال شروع ہوا ؁

۷۔ ایران کی نسبت الہام شائع فرمایا "تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد"۔ اس وقت سب حیران تھے کیونکہ ایران میں بادشاہ کا پورا پورا اقتدار تھا۔ لیکن رعایا نے سلطان کو معزول کیا۔ اور وہ روس میں جاکر پناہ گزین ہوا۔ پھر اسوقت سے تزلزل شروع ہے ؛

۸۔ ۱۱۔ فروری ۱۹۰۶ء کو آپ نے وحی شائع فرمائی۔ کہ "پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا۔ اب اسکی نسبت ان کی دلجوئی ہوگی" اس وقت بنگالہ کی تقسیم ہو چکی تھی۔ اور بنگالی اس تقسیم کی ترمیم یا تنسیخ کے متعلق پورا زور لگا چکے تھے۔ پارلیمنٹ تک سے جواب مل گیا تھا۔ کہ اب یہ قطعی فیصلہ سمجھا جائے مگر آخر ۱۲ر دسمبر ۱۹۱۲ء کو قریباً چھ سال بعد شہنشاہ ہند نے بنفس نفیس دہلی کو دار الخلافہ مقرر فرمایا۔ اور اس تقسیم کی ترمیم فرماکر بنگالیوں کی دلجوئی کردی۔ یہ اعلان ایسے حالات میں ہوا۔ کہ اس وقت تک کسی کو اطلاع نہ ہوئی۔ جب تک اعلان نہ ہو گیا۔ کیونکہ شہنشاہ نے زبان مبارک سے اعلان فرمایا۔ اور پھر ایسی شان و شوکت سے کہ ہندوستان و بنگال والے اسے بھول نہیں سکتے۔ کیونکہ شہنشاہ خود ہندوستان میں آیا۔ اور یہ اعلان فرمایا۔ ہے کوئی جو اس کھلے کھلے نشان سے فائدہ اٹھائے ؛

۹۔ آپ نے مکاشفہ میں پیشگوئیوں کے ایک کاغذ پر اللہ تعالیٰ سے دستخط کرائے۔ آپ نے دیکھا کہ اللہ نے سرخی کے قلم کو جھاڑا۔ تو معاً سرخی کے چند قطرے آپکے کرتے پر گرے۔ وہ قمیص اب تک موجود ہے۔ دیکھنے والے خدا کے اس نشان کو دیکھتے ہیں کہ کیونکر نیست سے ہست ہوتا ہے ؛

۱۰۔ حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف کابلی اور ان کے ایک رفیق کی شہادت کے لئے براہین میں الہام چھپ چکا تھا۔ شاتان تذبحان۔ دو بکریاں ذبح کی جائینگی۔ پھر جب صاحبزادہ رضؓ دار الامان میں آیا تو وحی الٰہی نازل ہوئی۔ قتل خیبة وزید ھیبة (وہ قتل کیا گیا بحالیکہ اس کی کسی نے نہ سُنی۔ اور ہیبت بڑھ گئی) جسمیں اشارہ تھا کہ اس پیشگوئی کے پورے ہونے کا وقت آگیا۔ چنانچہ یہاں سے واپس جاکر وہ اور ان کا رفیق شہید ہوئے۔ یہ واقعہ خون کے حرفوں کا کابل کی سرزمین کے پتے پتے پر لکھا موجود ہے۔ اور خدا کا ایک زبردست نشان ہے ؛

۱۱۔ حضور کو اپنے والدین کی وفات پر الہام ہوا۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں؟ اسوقت خود اپنے خرچ اور گذارہ کے متعلق حالت اچھی نہ تھی کہ اسکے بعد ایک عظیم الشان کارخانے کے متکفل ہوئے۔ صرف لنگر کا خرچ دو ہزار تھا۔ (ب) اور براہین احمدیہ میں آپ کی الہامیہ دُعا ہے۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْن۔ اسکے بعد یا تو آپ اکیلے تھے۔ یا چار پانچ لاکھ کی کثیر التعداد جماعت آپکو دیگئی (ج) براہین احمدیہ یعنی ۱۸۸۱ء کے پہلے کے الہامات ہیں۔ یاتون من کل فج عمیق یاتیاک من کل فج عمیق (دور دور علاقوں سے لوگ تیرے پاس آئینگے۔ اور تحفے تحائف لائینگے) لَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ (خلق اللہ سے منہ نہ پھلانا) اور انگریزی میں "آئی شل گو یُو اے لارج پارٹی آف اسلام"۔ میں تجھے اسلام کی ایک بڑی جماعت دُوں گا۔ اور حَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ (وہ وقت قریب ہے کہ تو لوگوں میں مشہور و معروف ہو) اور حالت یہ تھی کہ قادیان کے تمام لوگ بھی آپ کو نہ جانتے تھے۔ پھر اس کے بعد ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے کہ اس کثرت سے لوگ آئے کہ رستوں میں گڑھے پڑ گئے۔ تحفہ تحائف کی کوئی حد نہیں۔ آپکو اسلام کی ایک بڑی جماعت دیگئی۔ جس نے پہلے نہیں دیکھا۔ وہ اب دیکھ لے کہ قادیان میں ہر ملک ہر دیار کے ہر اعلیٰ زبان جاننے والے موجود ہیں یا نہیں یہ نشان اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ جب ساتھ ہی اس کے جو سخت مخالفت کی خبر دیگئی تھی وہ بھی پوری ہوئی۔ اور علماء نے اُمراء نے۔ رُوساء نے فقراء نے دل کھولکر مخالفت کی۔ مقابلہ کیا مگر کچھ پیش نہ گئی۔ جسے خدا نے بڑھانا تھا۔ اُسے بڑھایا۔ اور جسے اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کے ماتحت ذلیل کرنا تھا اُسے ذلیل کیا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی زندہ نظیر موجود ہے۔ اُس کے پہلے حالات اُسی کے کسی دوست سے پُوچھو۔ اور پھر موجودہ عزت اور زندگی اپنی آنکھ سے دیکھو۔ پھر اس یدخلون فی دین اللّٰہ افواجًا کے نظارہ کو جلسہ دسمبر پر دیکھو۔ اور خدا کے مُرسل اور اس کے راستباز پر ایمان لاؤ۔

۱۲۔ عبدالرحیم خاں بن نواب محمد علیخاں کی نسبت الاطباء نے کہدیا کہ اب ظاہری طور پر بچنا محال ہے۔ آپنے اسکی شفاعت کی۔ اور وہ تندرست ہُوا (۲) خود میرے نوجوان بھائی

کو طاعون ہو گیا۔ اسکی آخری گھڑیاں جب کہ ہر ایک اُسے مُردہ تصور کر رہا تھا۔ دُعا کے لئے عرض کیا گیا۔ تو اسے صحت ہو گئی (۳) صاحبزادہ مبارک احمدؑ کی نسبت عورتوں نے کہدیا کہ وفات ہو گئی مگر آپ کے ہاتھ لگتے ہی اسکی زندگی عود کر آئی۔ اور وہ صحت یاب ہو گیا ۔

۱۳- مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کا لڑکا محمد احمدؑ فوت ہوا۔ دشمن نے ہنسی کی۔ آپ کی دُعا کو اللہ تعالےٰ نے قبول فرماکر دکھادیا کہ" اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب ایک جگہ لیٹے ہوئے ہیں۔ اور اُنکی گود میں ایک بچہ کھیلتا ہے جو اُنہیں کا ہے۔ اور وہ بچہ خوش رنگسا اور خوبصورت ہے اور آنکھیں بڑی بڑی ہیں" (انوار الاسلام صفحہ ۲۶) سو اس کے مطابق میاں عبدالحی ۵۔ شوال ۱۳۱۶ھ کو پیدا ہوا۔ جس کا ہو بہو یہی حلیہ تھا۔ جو کئی سال قبل آپ نے شائع کیا۔ اور پھوڑوں کے نشان بھی تھے ۔

۱۴- آپ کو وحی ہوئی۔ اذکر نعمتی۔ رئیت خدیجتی۔ سو اس کے مطابق دہلی کے خاندان سادات میں آپ کی شادی ہوئی۔ اور الہام" ہرچہ باید نو عروسے را ہمہ ساماں کنم ۔ آنچہ درکارِ شما باشد عطائے آں کنم" کے مطابق تمام سامان خود بخود مہیا ہو گیا۔ پھر آپ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو دو لڑکوں کی پیشگوئی شائع فرمائی۔ سو اس کے مطابق ۱۸۸۷ء میں بشیر اوّل پیدا ہوا۔ اور اس کے بعد جیسا کہ پیشگوئی میں تھا کہ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ بلا توقف فضل عمر جس کا دوسرا نام بشیر ثانی۔ محمود بھی تھا۔ پیدا ہوا۔ جسکے بارے میں آپ نے اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں شائع فرمایا تھا کہ نو سال کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔ اور دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں فرمایا تھا کہ اولوالعزم پیدا ہو گا۔ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء اور یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کے سبز اشتہار میں لکھا کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے۔ پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔ پھر آپ نے دیکھا کہ مسجد کی دیوار پر سرخ حروف میں نام لکھا ہے محمود۔ جسمیں یہ اشارہ تھا کہ وہ جماعت کا امام ہو گا۔ اور سبز اشتہار میں بھی یہ تھا کہ دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و

نبیین وائمہ و اولیاء و خلفاء ہی × × × اور دوسری قسم کی رحمت کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا۔ پھر آمین میں شائع فرمایا ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا ٭ جو ہو گا ایک دن محبوب میرا

کروں گا دور اُس مہ سے اندھیرا ٭ دکھاؤں گا کہ اِک عالم کو پھیرا

سو ان تمام پیشگوئیوں کے مطابق ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو سیدنا محمود پیدا ہوئے وہ حضرت عمرؓ کی مانند خلیفہ ثانی ہوئے۔ اور فضل عمر کا نام صادق آیا۔ پھر آپ خدا کے محبوب ہوئے ہو۔ اور دوسری قسم انزال رحمت کی پوری ہوئی۔ جو بذریعہ خلفاء پوری ہوتی ہے۔ آپ کی طرف ایک عالم کے قلوب کو پھیرا گیا۔ کیا یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی نہیں۔ جس میں ۷ نشانات ہیں ٭

یہ چودہ زبردست نشان کہ ہر ایک نشان اپنے اندر بیسیوں نشان رکھتا ہے۔ ایک طالب صادق کے لئے کافی ہیں۔ کیا کوئی کشفی یا نجومی یا رمال ایسی عظیم الشان اس صفائی کے ساتھ اس تحدی سے پیشگوئیاں کر سکتا ہے۔ پس جب خدا تعالیٰ کا کلام فرماتا ہے کہ کثرت سے اُمور غیبیہ کا اظہار سوائے برگزیدہ مرسلین کے کسی پر ہوتا نہیں۔ ادھر حضرت احمد قادیانی میں یہ اُمور رسلاً مبشرین و منذرین کے مطابق پائے جاتے ہیں تو آپ کیوں خدا کے مرتضیٰ فرستادہ نہیں ٭

یہ نشانات (تسع آیات) آپ کے راستباز ہونے پر شاہد عدل ہیں جو ایک خدا ترس دل میں ایمان لانے کی تحریک کرنے کے لئے کافی ہیں۔ باقی رہے اعتراضات۔ سو وہ تو ہر نبی پر ہوئے۔ اور ہوتے رہینگے۔ کیا خاتم النبیین سید المرسلین رحمۃ للعالمین پر آج عیسائی اور آریہ اعتراض نہیں کرتے۔ تو کیا ان اعتراضوں کی وجہ سے کوئی مسلمان آپ کو نعوذ باللہ غیر صادق سمجھتا ہے یا ہر مسلمان ہر اعتراض کا کافی و مدلل جواب دے سکتا ہے۔ جب یہ بات نہیں تو ان دلائل کی موجودگی میں مسلمان کہلا کر آپ کیوں اس راستباز پر ایمان نہیں لاتے۔ کیا راستباز ول پر ایمان نہ لانا معمولی بات ہے۔ قرآن شریف میں ہے:-

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	سوچو تو سہی اگر اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر تم نے

ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ - (پارہ ۲۵- سورہ شوریٰ رکوع ۶)

انکار کیا۔ تو پھر اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے۔ جو اس حباب سے دور پڑا ہوا ہے ؞

برادران ملت - راستبازوں کی مخالفت معمولی بات نہیں۔ آدم راستباز تھا۔ ابلیس نے مخالفت کی۔ کیا نتیجہ ہوا۔ ان عَلَیْكَ لَعْنَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ( ) قیامت تک لعنت برستی رہیگی۔ نمرود کتنا بڑا بادشاہ تھا۔ حضرت ابراہیم کی مخالفت نے کتنا ذلیل کیا۔ فرعون مصر کا بادشاہ اسکی حکومت ایسی زبردست تھی کہ رب کہلاتا تھا۔ مگر حضرت موسیٰ کی مخالفت سے نہ وہ ملک رہا نہ حکومت دریا میں غرق ہو گیا ؞

یہودی کتنے سکھ میں تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔ اِنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۰ جہاں کے لوگوں پر تمہیں فضیلت دی۔ نبی کے انکار سے کیا انجام ہوا ؞

ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ اَیْنَ مَا ثُقِفُوْۤا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الْمَسْكَنَةُ - (پارہ ۴- سورہ آل عمران - رکوع ۱۲)

انپر ذلت لیس دی گئی۔ جہاں رہیں ذلیل ہو ہاں مسلمان ہو کر یا کسی دوسری سلطنت کی طفیل پناہ ملجائے تو خیر۔ خدا کے غضب میں گرفتار اور محتاجی انپر لیس دی گئی ؞

پس مقام خوف ہی۔ دیکھو وہ جو سید الوادی ابو الحکم کہلاتا تھا۔ ابوجہل ہو گیا۔ جو اگلے لوگوں کے تجربہ سے فائدہ نہیں اُٹھاتا وہ یاد رکھے کہ انکار اور اس کے ساتھ شوخی و شرارت سے پیش آنے کی صورت میں جو اس کے ساتھ یہ معاملہ ہونیوالا ہے۔ پس ایمان لانے میں امن ہے قرآن مجید میں کہیں نہیں لکھا کہ ماننے پر بھی کسی قوم کو عذاب ہوا ہو۔ اخیر میں میں بعض اعتراضوں کا جواب اصولی طور پر دے کر اس مضمون کو ختم کر دیتا ہوں :۔

پہلا اعتراض یہ ہے کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد جبرئیل کا نزول بند ہو چکا ہے اور وہ مکالمہ مخاطبہ اب نہیں ہوتا جو انبیاء علیہم السلام سے ہوا کرتا تھا ؞

جواب۔ جو لوگ مکالمہ مخاطبہ الٰہی کا سلسلہ بند کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ط قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ ٥

(پارہ ۷ سورہ الانعام رکوع ۱۱/۱۷)

ان لوگوں نے اللہ کی قدر جیسی کہ جاننی چاہیئے تھی نہیں جانی۔ جب وہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی بشر پر کچھ نہیں اُتارا۔ انہیں کہو کہ وہ کتاب کس نے اُتاری تھی جو موسیٰ لوگوں کے لئے نور و ہدایت لائے۔

آیت کے آخری حصہ سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ حضرت موسیٰ پر تورات کے نزول کے قائل تھے مگر ان کے بعد سلسلہ الہام بند سمجھتے تھے۔ اور انہیں اس بات سے ملزم کیا گیا کہ جو خدا اپنے پیاروں سے پہلے کلام کرتا تھا۔ اب کیوں نہیں کرتا۔ اسی طرح جو لوگ حضرت محمد رسول اللہ پر وحی نبوت اترنے کے قائل ہیں وہ اگر کہیں آپ کے بعد نزول جبرئیل بند ہے تو انہوں نے بھی اسکی قدر جیسا کہ جاننے کا حق ہے نہیں جانی۔ ورنہ وہ ایسا نہ کہتے۔

(ب) اللہ تعالیٰ نے تو کلام نہ کرنے کو عدم الوہیت اور معبودیت کے لائق نہ ہونے کا ثبوت ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ قوم موسیٰ (جس نے بچھڑے کو معبود قرار دے لیا تھا) کو ملزم فرماتا ہے۔

اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا م اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ٥

(پارہ ۹ سورہ الاعراف رکوع ۱۸/۸)

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ بچھڑا نہ ان سے کلام کرتا ہے۔ اور نہ انہیں راہ ہدایت دکھاتا ہے اُسے معبود بنا بیٹھے اور اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے

پھر دوسرے مقام پر فرماتا ہے:۔

فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِيَ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ٥

(پارہ ۱۶ سورہ طٰہ رکوع ۴/۱۳)

انہوں نے کہا یہ تمہارا معبود ہے۔ اور موسیٰ کا خدا تھا جو بھول گیا۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ یہ انکی بات کا جواب نہیں دیتا۔ اور نہ ضرر و نفع کا مالک ہے۔

یعنی جو دعاؤں کو قبول نہ کرے۔ ان کا اپنے پیارے بندوں کو جواب نہ دے نفع و ضرر کا مالک نہ ہو۔ وہ معبود حقیقی کس طرح ہو سکتا ہے۔ پس جو لوگ کہتے ہیں کہ اب سلسلہ نزول وحی بند ہے انہوں نے فی الحقیقت اس سچے معبود کی قدر کو نہیں پہچانا۔ اور جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اب خدا تعالیٰ کسی

کی پکار کا جواب نہیں دیتا۔ وہ اپنے خدا کو ایک بچھڑو کی پوزیشن میں سمجھتے ہیں۔ پس چاہیئے کہ وہ توبہ کریں ؛

دوسرا اعتراض بعض لوگ مکالمہ مخاطبہ کے قائل ہیں مگر حضرت احمدؑ کی وحی کو شیطانی وحی ٹھہراتے ہیں۔ میں قرآن شریف سے وحی رحمانی و وحی شیطانی کا ایک معیار پیش کرتا ہوں :-

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ۝ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ۝	کیا میں تمہیں آگاہ کروں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں وہ اترتے ہیں جھوٹے بدکار پر۔ سنی سنائی بات القاء کرتے ہیں۔ اور اکثر ان کے جھوٹے ہوتے ہیں ؛
(پارہ ۱۹ سورہ النمل رکوع ۱۱/۱۵)	

دو باتیں بیان فرمائیں یعنی شیطانی وحی کے دو نشان بتائے۔ ایک یہ کہ وہ شخص جھوٹا اور بدکار ہوتا ہے دوم جو پیشگوئیاں وہ کرتا ہے اکثر جھوٹی نکلتی ہیں۔

اب اس معیار پر حضرت احمدؑ کی زندگی کا مطالعہ کرو۔ آپ نے بارہا اعلان فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو مجھ پر کوئی گناہ ثابت کر سکے۔ دعویٰ سے قبل آپ کی زندگی ایسی پاک ہے۔ کہ کوئی مخالف سے مخالف بھی اعتراض نہیں کر سکتا۔ اور دعویٰ سے بعد تو آپ کی پاکیزہ زندگی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ چار لاکھ انسان آپ کی قوت قدسیہ کی طفیل گناہوں سے پاک ہوا۔ ہزاروں بدکار اور جھوٹے لوگ تھے جو آپ کے انفاس پاک کی طفیل ایسے نیک ہوئے کہ فرشتے ان کے دامن پر نماز پڑھیں۔ پس کیا ایسے پاکباز پر شیطان کا غلبہ ہو سکتا ہے۔ شیطان تو آپ کے بعض مریدوں سے بھی ایسا بھاگتا ہے۔ جیسے حضرت عمرؓ سے۔ پھر دوسرا معیار لیجئے۔ کہ آپ نے جتنی پیشگوئیاں فرمائیں وہ سچی نکلیں۔ اگر آپ پر شیطانی وحی ہوتی تو چاہیئے تھا کہ جھوٹ نکلتیں۔ پس ان ہر دو معیار سے ثابت ہوا کہ آپ کی وحی رحمانی وحی تھی ؛

تیسرا اعتراض - بعض پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں ؛

جواب - پیشگوئیوں کی نسبت بعض باتیں سمجھنے کے قابل ہیں جن کے نہ جاننے کی وجہ سے اکثر لوگ نعمت ایمان سے محروم رہے ؛

اول تو یہ کہ ایسے معترض سے میں پوچھتا ہوں کہ جو پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں ان سے تم نے کیا فائدہ

اٹھایا۔ اصول کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک نشان بھی مدعی رسالت کے ہاتھ پر پورا ہو جائے تو ایمان لانا فرض ہو جاتا ہے۔ پس اگر کسی پیشگوئی کی سمجھ نہ آئے۔ اور وہ اس کے لئے متشابہ ہو تو جو پوری ہو چکی ہے۔ اسکی بناء پر ایمان لانا چاہیئے۔

دوم۔ بعض پیشگوئیوں کا پورا نہ ہونا جھوٹے ہونے کی دلیل نہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ يَعِدُكُمْ ۝ (پارہ ۲۴ سورہ المومن رکوع ۴)

اگر وہ سچا ہے تو جو تم سے بطور پیشگوئی وعدہ کرتا ہے۔ بعض اس کا ضرور پورا ہو کر تمہیں پہنچیگا ؛

دیکھو یہاں کل پیشگوئیوں کے پورے ہونے کو دلیل صداقت نہیں ٹھہرایا۔ بلکہ بعض کو۔

سوم۔ نشانوں کی غرض قرآن مجید کی اس آیت میں بیان کیگئی ہے :-

وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا (پارہ ۱۵۔ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۶)

اور ہم نشان نہیں بھیجتے مگر خوف ڈالنے کے لئے۔

پس جب یہ غرض پوری ہو جائے تو پھر ضروری نہیں کہ وہ وعید پورا ہو۔ اس اصل کی ماتحت مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی کا مطالعہ کرو۔ جب نکاح نہ کر دینے کی صورت میں ۳ سال کے اندر وہ خود حسب پیشگوئی فوت ہو گیا۔ اور ان کا تمام خاندان ڈر گیا تو پیشگوئی کے باقی حصے کو اللہ تعالیٰ نے تاخیر میں ڈالدیا۔ اور منسوخ فرما دیا ؛

چہارم۔ بعض پیشگوئیاں بانی سلسلہ صاحب پیشگوئی کے خدام کے ذریعہ پوری ہوئی ہیں۔ مثلاً مفاتح کسریٰ کے متعلق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے ہاتھ پر فتح ہونگے۔ مگر وہ حضرت عمر کے عہد میں فتح ہوئے۔ اب کوئی نہیں کہتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اسی طرح آپ نے دیکھا کہ ابوجہل کو بہشتی انگور دیا گیا ہے وہ تو کافر ہی مرا۔ اس کا بیٹا مسلمان ہوا۔ پس اسی طرح حضرت احمد کی بعض پیشگوئیاں ایسی ہیں۔ جو آپ کی اولاد یا خدام کے ذریعہ پوری ہونگی۔ مثلاً آپ نے دیکھا کہ لنڈن* میں آپ وعظ فرما رہے ہیں۔ اور آپ نے کچھ پرند پکڑے ہیں۔ سو چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے آپ کے خدام میں سے ایک خادم وہاں گئے۔ اور انہوں نے آپ ہی کی کتابوں کے ذریعہ وہاں تبلیغ سلسلہ کی اور پارہ احمدی ہو چکے۔ یوں آپ کا

* وو کنگ لنڈن نہیں بلکہ ۲۵ میل لنڈن سے دور ایک قصبہ ہے۔ چودھری صاحب اور قاضی محمد عبد اللہ صاحب خاص لنڈن میں کام

کشف جواز الادہام میں ہے پورا ہو رہا ہے ؛

چوتھا اعتراض ۔ اگلے مفسّرین ۔ اولیاء ۔ مجدّدین نے ان آیات قرآنی سے وفات مسیح کیوں ثابت نہ کی ۔ اور کیوں مسیح کا نزول اسطرح پر نہ لکھا ؛

جواب ۔ صحابہ نے سب سے پہلا اجماع وفات مسیح پر ہی کیا ۔ ائمہ عظام میں سے کسی سے بالصراحت مسیح کا زندہ آسمان پر ہونا منقول نہیں ۔ مسیح کے بروزی نزول کے بھی اکثر اولیاء قائل رہے ۔ باقی صراحت تو اپنے وقت پر ہی ہوتی ہے ۔ اگر پہلے ہی یہ مسائل کھل جاتے تو پھر مسیح موعود کی ضرورت ہی کیا رہتی ؛

دوم ۔ قرآن شریف میں حضرت سلیمان اور حضرت داؤد دونوں کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ وَ كُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّ عِلْمًا (پارہ ۱۷ سورہ انبیاء رکوع ۶) دونوں کو ہم نے حکم اور علم دیا تھا مگر باوجود اسکے اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان کو صحیح فیصلہ سمجھا دیا ۔ اور حضرت داؤد نے جو فیصلہ کیا وہ مقبول نہ ہوا ۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ (ہمنے سلیمان کو سمجھا دیا) ۔ اب دیکھو دونوں کو اللہ نے حکم و علم دیا مگر ایک بات ایک کو سمجھا دی ۔ دوسرے کو نہ سمجھائی ۔ اسی طرح اگر کسی ولی یا مجدد پر جناب باری نے یہ مسئلہ نہیں کھولا ۔ تو اس میں ان کی کوئی ہتک نہیں ۔ اور نہ یہ امر ان کی ولایت کے منافی ہے ۔ جب ایک نبی کی نبوت کے منافی نہیں تو ایک مجدد یا ولی کی شان میں اس سے کیا بٹہ لگ سکتا ہے ۔ اور مفسرین تو ہماری طرح بشر ہی تھے ۔ وہ تو وحی بھی نہیں پاتے تھے ۔ پس ان سے غلطیوں کا ہونا تو کوئی مستبعد نہیں

پانچواں اعتراض ۔ مرزا صاحب پرانی باتیں چھوڑ کر نئی نئی باتیں سکھاتے ہیں ؛

جواب ۔ باتیں تو در اصل وہی پرانی ہیں جو حضرت احمدؐ لائے ۔ کیونکہ یہ وہ دین اسلام ہے ۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ۔ اور لوگ رسم و رواج کو دین سمجھ بیٹھے ۔ اب اسی پرانا سمجھتے ہیں ۔ اور اصل اسلام کو نیا ۔ مگر قرآن شریف میں آیا ہے :۔

مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ (پارہ ۱۷ رکوع ۱)	ان کے پاس انکے رب کی طرف سے جو نئی بات آتی ہے یہ اُسے لاپروائی سے سنکر ہنستے کھیلتے ہیں ؛

جس سے معلوم ہوا کہ اللہ کیطرف سے نئی بات ہی آتی ہے جسے لوگ نہیں انا کرتے۔ پس کیا حضرت اقدس کے منکر اپنے آپ کو اس گروہ میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ جو وحی و الہام کا دعویٰ سنکر سرگوشیاں کیا کرتے تھے۔ اور اپنے بھائی بندوں کو کہتے۔ کیوں دھوکہ میں آتے ہو۔ (افتأتون السحر و انتم تبصرون) اور جو مدعی رسالت و نبوت کے رؤیاء کشوف اور الہام سنکر کہا کرتے تھے یہ پریشان خیالات ہیں۔ بلکہ یہ تو اس نے افترا کیا ہے۔ شاعر جو ہوا۔ اگر نبی ہے تو پہلے انبیاء جیسے معجزے دکھائے۔ (قالوا اضغاث احلام بل افتراہ بل ھو شاعر فلیأتنا بایۃ کما ارسل الاولون) کیا یہ آیت ان منکران مسیح موعود پر صادق نہیں آتی جو بعینہٖ یہی الفاظ آپ کی رویاء و کشوف و الہامات کے متعلق بولتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی بنتا ہے تو وہ معجزہ دکھائے۔ جو حضرت موسیٰ نے دکھایا۔ عصا کا سانپ بنے یا جو جناب عیسیٰ نے دکھایا: یعنے مردہ زندہ ہو یا پرندے بنائے۔ یا یہ معجزے دکھائے کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر پڑے۔ یا وہ کرامتیں دکھائے۔ جو وہ اگلے اولیاء کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ بارہ برس کی کشتی نوح کا نکلنا یا ایک برات کی برات کا ایک پیالہ کے نیچے دبا دینا وغیر ذالک ؛

چھٹا اعتراض۔ مہدی تو سیدوں میں سے آنا ہے ؛

جواب۔ سید کوئی خاص ذات نہیں۔ سید تو وہی ہے۔ جسے خدا سردار بنائے۔ ہاں اگر یہ کہو۔ کہ بنی فاطمہ میں سے تو سُن رکھو کہ حضرت اقدس کی بعض دادیاں سادات میں سے تھیں۔ اور پہلے بھی نسل سادات ایک خاتون ہی سے چلی ہے۔ پھر بھی وہ غلطی ہے۔ جو یہود کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے مانع ہوئی۔ وہ بھی یہی کہتے تھے کہ وہ موعود نبی بنی اسرائیل میں سے آنا چاہیئے نہ کہ بنی اسمٰعیل سے۔ اور مشرکوں نے بھی یہی کہا۔ لولا نزل ھذا القراٰن علی رجل من القریتین عظیم (پارہ ۲۵ سورہ زخرف رکوع ۳/۹) یہ قرآن دو بستیوں کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ ہوا اس کا جواب جو اللہ نے دیا ہے وہ ایسے معترض کے لئے کافی ہے۔ اھم یقسمون رحمت ربک۔ کیا وہ تیرے رب کی رحمت تقسیم کرتے ہیں۔ بس اس نے جسپر چاہا فضل کر دیا۔ اور اسے سید بنا دیا ؛

غرض اس قسم کے اعتراض ہیں جن کا جواب قرآن مجید ہی سے دیا جا سکتا ہے۔ مثال کے

طور پر بعض اُصولی باتیں سمجھادی ہیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک طالب حق مسلم کے لئے بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے اب کوئی قوی روک نہیں ہو سکتی۔ شبہات کا سلسلہ تو جب تک شیطان ہے۔ اور انسان رُوح القدس سے معمور نہیں ہوتا۔ چلا ہی جائیگا قرائن قویہ کو دیکھنا چاہیئے۔ بعض لوگ مان کر پھر شش وپنج میں پڑ جاتے ہیں۔ اور زیادہ انکشاف کے امیدوار رہتے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ (پارہ ۹ سورہ الانفال رکوع ۳)	اے مومنو۔ اللہ اور اس کے رسُول کی بات کو قبول کرو۔ جب وہ تمہیں زندہ کرنے کے بلائے اور یاد رکھو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے ارادے میں آڑے آجاتا ہے۔ آخر اسی کے حضور میں آنا ہے ۔

پس اگر تم اور اسرار کو دیکھنا چاہتے ہو۔ تو اس کا یہ طریق نہیں کہ اندھیرے میں رہ کر دید کے طالب ہو۔ بلکہ جب تم نے روشنی دیکھ لی۔ تو اس میں آجاؤ۔ اور پھر آگے بڑھو۔ اس میں سستی نہ کرو کہ بعض اوقات آدمی سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو جاتا ہے کہ جسکی پاداش میں قبول حق سے محروم رہ جاتا ہے۔ اخیر میں میں اپنے ہموطن۔ ہم ملک بھائیوں۔ سے کہتا ہوں۔ جو اللہ فرماتا ہے:۔

قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (پارہ ۶۔ سورہ المائدہ رکوع ۳)	پس اس بشیر و نذیر پر ایمان لاؤ۔ اللہ تم پر اپنی دُہری رحمت نازل کریگا۔ اور تمہیں وہ نُور دیگا۔ جس سے تم روشنی میں چلو۔ اور تمہاری مغفرت کر دیگا۔ اور اللہ غفور و رحیم دیکھو۔ اور حکموں کی نسبت تو یہ کہہ کر ٹال دیتے ہو۔ کہ کفار مخاطب ہیں۔ مگر یہاں تو خود تمہیں مخاطب کیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(پارہ ۲۷ سورہ الحدید رکوع ۴)

محمد رسول اللہ پر تو تم ایمان لا چکے۔ پھر یہ اس کے کس رسول پر ایمان لانے کی تاکید ہے۔ بے شک محمد رسول اللہ ہی پر۔ مگر نہ صرف بعثت اول پر۔ بلکہ بعثت ثانیہ پر۔ (کفلین من رحمتہ کا استحقاق بھی جبھی ہو) جس کا ظہور شریعت محمدیہ پر چلنے کے ثمرہ میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ایک کامل بروز و مظہر اتم کے ذریعہ ہونیوالا تھا۔ وَاِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

ریویوز

احمد رسول

خدا عزیز اسے خیر دے۔ ہمارے دوست چودھری مولا بخش صاحب بھٹی اہلمد سیالکوٹ کو کہ انہوں نے احمدؐ کے بارے میں جو مضمون رسالہ تشحیذ میں چھپ چکا ہے۔ اس کا اور دیگر تحریرات بزرگان ملت مندرجہ الفضل وغیرہ جرائد احمدیہ کا اقتباس ایک رسالہ کی صورت میں شائع کر دیا ہے جو برادران جماعت احمدیہ کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا انشاء اللہ۔ ایک آنہ اسکی قیمت ہے اور مؤلف مذکور سے مل سکتا ہے۔ اس مسئلہ کو میں ایک اور طرح حل کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آیت میں وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ہے یعنی ایک ایسا رسول آنیوالا ہے جس کا نام احمد ہے اب سوال یہ ہے کہ اسم کیا ہے وہ جو ماں باپ رکھیں (۲) یا خود وہ شخص اپنا نام بتلائے۔ (۳) اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس نام سے اُسے پکاریں (۴) اس کے احبار واقربا اس کا نام بتائیں اب حضرت اقدس مسیح موعود کے بارے میں سنئے۔ والدین آپ کا اصل نام احمدؐ ہی سمجھتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کے نام پر جو گاؤں ہے اُسے احمد آباد کہتے ہیں (ب) خود آپ نے اپنا نام احمدؐ بتایا۔ ہر شخص جس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اس بات کی گواہی دیگا کہ آپ نے فرمایا کہو آج میں احمدؐ کے ہاتھ پر (۲) اپنی کتب میں حضور والا نے یہ نام لکھا ہے۔ چنانچہ لجۃ النور میں اپنی کنیت ابی المحمود لکھ کر اپنا نسب نامہ یوں فرمایا ہے۔ احمدؐ بن غلام مرتضےٰ۔

پھر سب سے بڑی شہادت اللہ کی ہے کہ اس اللہ ذات بابرکات نے آپ پر جو وحی نازل فرمائی۔ اسمیں آپکو اسی احمدؐ کے نام سے خطاب کیا دیکھو براہین ۱۸۸۲ء کی وحی یا احمد بارک اللہ فیک (۲) یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک (۳) یا احمد یتم اسمک (۴) بورکت

یا احمد (۵) بشریٰ لک یا احمدی انت مرادی ومعی ۔ اب جو لوگ حضرت احمد کو سچا ملہم تسلیم کرتے ہیں وہ بتائیں کہ یا احمد کسکو پکارا گیا ہے۔ اسکے بعد رسول اللہ کی شہادت پیش کرتا ہوں کہ آپ کا نام احمد ہی تھا۔

رسول اللہ کی شہادت

ورأیت ذات لیلۃ وانا غلام حدیث السن کانی فی بیت لطیف نظیف یذکر فیہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقلت ایہا الناس این رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاشاروا الی حجرۃ فدخلت مع الداخلین فبشر بی حین وافیتہ وحیانی باحسن ماحییۃ وما نسی حسنہ وجمالہ وملاحتہ وتحننہ الی یومی ہذا اشغفنی حبا وجذبنی بوجہ حسین قال ماھذا بیمینک یا احمد فنظرت فاذا کتاب بیدی الیمنی۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۵)

اور میں نے ایک رات جبکہ میں ابھی نوجوان ہی تھا کہ میں ایک نہایت پاکیزہ گھر میں ہوں۔ میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔ لوگوں نے ایک کمرہ کی طرف اشارہ کیا۔ میں اسکے اندر گیا تو حضور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا اور میرے سلام کا جواب دیا۔ میں آپکے حسن وجمال کو آج تک نہیں بھولا۔ آپکے حسن نے مجھے اپنی طرف کھینچ لیا اور آپ کی محبت میرے رگ وریشہ میں سرایت کر گئی۔ آپنے فرمایا کہ یہ تیرے ہاتھ اے احمد کیا ہے۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ میں کتاب ہے۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے ظلِ نبوت پڑنے سے یہ نام ملہم کے طور پر پایا وہ بھی غور کریں کہ ابھی آپنے دعویٰ نہیں کیا۔ آپکی بعثت نہیں ہوئی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو یا احمد کہکے پکارتے ہیں جس سے واضح ہوا کہ آپکا یہی نام تھا (۳) پھر آپکے احباء واقرباء قادیان کے انصار و مہاجر اور آپکے اہل بیت آپ کا یہی نام احمد بتلاتے ہیں۔ پس اس بات سے کسطرح انکار ہو سکتا ہے کہ آپ ہی احمد تھے۔ اور حضرت عیسیٰ بن مریم کے بعد سے آج تک کوئی شخص احمد نام کا نہیں گذرا جس کا دعویٰ ہو کہ میں رسول و نبی ہوں۔ اور وہ اپنے اس دعوے میں صادق بھی ہو۔ سوائے حضرت مرزا احمد قادیانی صلے اللہ علیہ وسلم کے۔ ہاں یہ ہمارا ایمان ہے کہ آپ احمد رسول محض بہ برکت اتباع حضرت محمد رسول اللہ بنے ہیں صلے اللہ علیہما وسلم۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۶۴

قیمت ۱۲/	چھ مشہور دوائیوں کا بکس	قیمت ۱۲/

آزمایش کے لئے آزمایش کے لئے

ڈاکٹر ایس کے برمن کی مجرب دوائیں گذشتہ ۱۳ سال سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی اسلئے قدیم خریداروں کو مخاطب کرنے کی ضرورت نہیں صرف نئے اصحاب کے لئے جو اشتہاری ادویات سے متنفر ہو گئے ہوں یقین دلانے اور آزمایش کے لئے یہ مندرجہ ذیل چھ مشہور اور مجرب ادویات کے (نمونہ کا بکس) بنایا ہے جسمیں ہر ایک اسقدر کافی ادویہ ہیں کہ آزمایش پوری طور سے ہو سکتی ہے۔ یہ پیٹنٹ شیشیوں میں بھری ہوئی خوبصورت کاغذ کے بکس میں بند رہتی ہیں جنکے ساتھ انکے حالات کی چھپی ہوئی کتاب اور استعمال کی ترکیب بھی رہتی ہے گھر باریوں کے لئے یہ انمول ہے۔ اور مسافرت کی حالت میں بہت مدد دیتی ہے۔ تھوڑے خرچ میں ڈاکٹر ایس کے برمن کی خاص مفید دواؤں کا فائدہ ملتا ہے۔ اپنی خواہ دوسروں کی تھوڑے ہی خرچ میں بہتری ہو سکتی ہے۔

ہر ایک بڑی شیشی کے دام الگ الگ ہیں۔

دواؤں کے نام

دمہ کی دوا۔ دمہ کیسا ہی زور میں ہو فوراً دباتی ہے۔

کولاٹانک۔ ہر ایک کے لئے طاقت بڑھانے کی دوا۔

مقوی باہ کی گولیاں۔ جیسا نام ویسا فائدہ۔

عرق کافور۔ ہیضہ اور گرمی کے دست کی ایک ہی دوا۔

جلاب کی گولیاں۔ جلاب کی گولیاں شب کو سوتے وقت کھا لینے سے صبح کو خلاصہ اجابت ہوتی ہے۔

عرق پودینہ سبز۔ درد شکم و ریاحی درد کی دوا۔

پوری حالت کی فہرست بلا قیمت طلب کر کے دیکھئے۔ ادویات ہر جگہ دوکانداروں اور دوا فروشوں سے ملسکتی ہیں ورنہ کارخانہ سے طلب کیجئے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ۔ کلکتہ۔

نوٹ۔ ڈاکٹر ایس کے برمن کی کافوری جنتری ۱۹۱۶ء کی نہایت خوبصورت بنا ہے ہر ایک کو مفت ... پتہ لکھ کر ... اپنا نام اور پتہ صاف خوشخط لکھ کر جنتری بلا قیمت ... مضمون بھی چھپا ہوا ہے۔